ہفت روزہ
لاہور

# ندائے خلافت

44

www.tanzeem.org

مسلسل اشاعت کا 32واں سال

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

## تنظیم اسلامی کا ترجمان

29 ربیع الثانی تا 5 جمادی الاوّل 1445ھ/14 تا 20 نومبر 2023ء


## ساتھیو! مشعلیں تیز کرو!

مسلمانوں کی کامیابی اللہ رب العزت نے دینِ اسلام کو مکمل طور پر اپنانے میں رکھی ہے۔ دین ہماری زندگیوں میں حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرام ؓ جیسی مبارک محنت سے آئے گا۔ جن نفوسِ قدسیہ نے دنیا کے نقشے پر کفر کو شکست فاش دے کر اسلام کا پھریرا لہرایا وہ صحبت نبویؐ میں رنگے ہوئے تھے۔ ان کا ایمان، ان کے اعمال، اخلاق، معاشرت، معیشت، رہن سہن، طور طریقے، مراسم و عادات حتیٰ کہ ان کا اقتدار و حاکمیت، خلافت و نیابت اور اطاعت شعاری الغرض زندگی کے ہر گوشہ پر نبوی تصدیق کی مہر ثبت تھی۔ آج کے دور میں بھی اگر کوئی دینِ متین کے احیاء کا خواہاں ہے یا اسلامی معاشرے کو تشکیل کرنے کا جذبہ اپنے دل میں موجزن پاتا ہے تو ایک ایسے مشترک پلیٹ فارم پر جمع ہونا ہوگا جہاں احکام خداوندی پر نبی اکرم ﷺ کی مبارک سنت کے مطابق عمل کیا جائے۔ ہمارے اکابر نے جس مشن، کاز اور طرزِ عمل کو شریعت کی روشنی میں ترتیب دیا تھا آج اس کے فوائد جہانِ عالم میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ زمین کا کون سا کونہ ہے جہاں اسلام کی دعوت نہ پہنچائی گئی ہو؟ خدارا دنیوی زندگی کی کامیابیوں کے لیے اپنی اُخروی زندگی کو تباہ نہ کریں، آخرت کی زندگی دائمی اور دنیا کی عارضی ہے۔ حقیقی مسلمان وہ ہے جو دنیا میں رہتے ہوئے صالح عمل اختیار کر کے آخرت میں اپنی جگہ جنت میں بنانے کے لیے کوشاں رہے۔ ہمارے پیارے نبی ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے دین کو انسانوں تک پہنچانے کا فریضہ انجام دیتے ہوئے بے پناہ تکالیف اور مصائب کا سامنا کیا۔ نبی اکرم ﷺ چونکہ آخری نبی اور رسول ہیں اور ان کے بعد نبوت و رسالت کا دروازہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بند ہو گیا ہے اس لیے دعوت کے ذریعے دین اسلام کو پوری انسانیت تک پہنچانا اب امت کی ذمہ داری ہے۔ بانی محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے سورۃ العصر کو پورے قرآن کا خلاصہ قرار دے کر فرمایا کرتے تھے کہ آخرت میں ہماری کامیابی کا انحصار چار باتوں پر ہے، جس میں سب سے پہلے ایمان کا مضبوط اور قوی ہونا، دوسرے نمبر پر اچھے عمل کرنا، تیسرے پر حق کی بات کہنا اور چوتھے پر صبر کرنے کی تلقین کرنا ہے اور ان چار باتوں کا لب لباب دعوت و تبلیغ کا مشن ہے۔ تنظیم اسلامی کے سالانہ اجتماع میں ہم سب کے مل بیٹھنے کا مقصد اقامت دین کی کوششیں تیز کرنا ہے۔ دعوت دین کو انفرادی اور اجتماعی طور پر دنیا بھر میں پہنچانا ہماری ذمہ داری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایمان اور عمل صالح کی توفیق عطا فرمائے اور دین کی راہ میں ہماری محنت قبول فرمائے۔ آمین یارب العالمین!

فرید اللہ مروت

## اس شمارے میں


غزہ کی جنگ اور ہمارے سیاسی فلاسفر
اسرائیلی غارت گری
اسرائیل فلسطین کی جنگ کا انجام کیا ہوگا؟
خوف و رجا
آگ ہے تکبیر تری
حقیقتِ فتنۂ دجال (4)

# قیامت کا معین وقت کسی کو معلوم نہیں

سُورۃُ النَّمل | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات: 65 تا 66

قُلۡ لَّا یَعۡلَمُ مَنۡ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ الۡغَیۡبَ اِلَّا اللّٰہُ ؕ وَ مَا یَشۡعُرُوۡنَ اَیَّانَ یُبۡعَثُوۡنَ ﴿۶۵﴾
بَلِ ادّٰرَکَ عِلۡمُہُمۡ فِی الۡاٰخِرَۃِ ۟ بَلۡ ہُمۡ فِیۡ شَکٍّ مِّنۡہَا ۫٭ بَلۡ ہُمۡ مِّنۡہَا عَمُوۡنَ ﴿۶۶﴾

**آیت: ۶۵** ﴿قُلۡ لَّا یَعۡلَمُ مَنۡ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ الۡغَیۡبَ اِلَّا اللّٰہُ ؕ﴾ ’’آپؐ کہہ دیجیے کہ جو کوئی بھی آسمانوں اور زمین میں ہیں‘ کسی کو بھی غیب کا علم نہیں سوائے اللہ کے۔‘‘

﴿وَ مَا یَشۡعُرُوۡنَ اَیَّانَ یُبۡعَثُوۡنَ ﴿۶۵﴾﴾ ’’اور انہیں تو یہ بھی نہیں معلوم کہ انہیں کب اٹھایا جائے گا۔‘‘

یعنی وہ لوگ جو فوت ہو چکے ہیں‘ چاہے وہ اولیاء اللہ ہوں یا کوئی اور‘ اس دنیا سے جانے کے بعد وہ عالم برزخ میں ہیں اور وہاں انہیں کچھ معلوم نہیں کہ انہیں کب دوبارہ زندہ کر کے اٹھایا جائے گا۔

**آیت: ۶۶** ﴿بَلِ ادّٰرَکَ عِلۡمُہُمۡ فِی الۡاٰخِرَۃِ ۟﴾ ’’بلکہ تھک ہار کر رہ گیا ہے ان کا علم آخرت کے بارے میں۔‘‘

یعنی یہ لوگ آخرت کی حقیقت کو سمجھ نہیں پا رہے۔

﴿بَلۡ ہُمۡ فِیۡ شَکٍّ مِّنۡہَا ۫٭ بَلۡ ہُمۡ مِّنۡہَا عَمُوۡنَ ﴿۶۶﴾﴾ ’’بلکہ اس کے بارے میں وہ شک میں مبتلا ہیں‘ بلکہ اس کی طرف سے وہ اندھے ہو چکے ہیں۔‘‘

اگرچہ یہ لوگ زبانی طور پر آخرت کا اقرار بھی کرتے ہیں اور دوبارہ جی اٹھنے پر بظاہر ایمان بھی رکھتے ہیں‘ لیکن عملاً وہ اس کے منکر ہیں۔ عملاً انہیں آخرت کی زندگی کو سنوارنے یا قیامت کے احتساب سے بچنے کی کوئی فکر نہیں ہے۔ اس دنیا میں اپنے کل کی فکر انسان کو ہر وقت دامن گیر رہتی ہے‘ کہ کل کیا کھانا ہے اور باقی ضروریات کیسے پوری کرنی ہیں۔ اس لیے کہ اسے کل کے آنے پر پختہ یقین ہوتا ہے۔ اسی طرح اگر اسے واقعی یقین ہو کہ مرنے کے بعد اسے دوبارہ زندہ ہونا ہے اور یہ کہ آخرت کی زندگی ہی اصل زندگی ہے تو اس کے لیے وہ لازماً فکرمند بھی ہوگا اور اسے بہتر بنانے کی کوشش بھی کرے گا۔ لیکن کسی انسان کو عملاً اگر اس کی فکر نہیں ہے اور وہ اس کے لیے کوشش بھی نہیں کر رہا تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اسے اس کے بارے میں یقین نہیں ہے۔

درس حدیث

## دعوت الی الخیر

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ دَعَا إِلَى هُدًى، كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلُ أُجُورِ مَنْ تَبِعَهُ لَا يَنْقُصُ ذَالِكَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا. وَمَنْ دَعَا إِلَى ضَلَالَةٍ، كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْإِثْمِ مِثْلُ آثَامِ مَنْ تَبِعَهُ لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ آثَامِهِمْ شَيْئًا)) (رواہ المسلم)

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جس نے (دوسروں کو) ہدایت کی طرف بلایا اس کے لیے اس راستے پر چلنے والوں کی مثل ثواب ہے جبکہ ان کے ثواب میں سے کچھ بھی کم نہ ہوگا۔ جس نے گناہ کی دعوت دی اس کے لیے بھی اتنا گناہ ہے جتنا اس غلطی کا ارتکاب کرنے والوں پر ہے جبکہ ان کے گناہوں میں بھی کوئی کمی نہیں ہوگی۔‘‘

ہفت روزہ — لاہور

# ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

29 ربیع الثانی تا 5 جمادی الاوّل 1445ھ — جلد 32
14 تا 20 نومبر 2023ء — شمارہ 44

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی


"دارالاسلام" ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36۔کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org


قیمت فی شمارہ 20 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 800 روپے
بیرون پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (21,000 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (16000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org


"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں


اداریہ
**ایوب بیگ مرزا**

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# غزہ کی جنگ اور ہمارے سیاسی فلاسفر

آج جب یہ تحریر رقم ہو رہی ہے اسرائیل اور حماس کی جنگ کو چونتیس دن ہو چکے ہیں۔ جس میں اب تک گیارہ ہزار کے قریب فلسطینی شہید ہو چکے ہیں۔ اِن میں ساڑھے چار ہزار کے قریب بچے شامل ہیں۔ 1500 کے قریب یہودی بھی ہلاک ہو چکے ہیں۔ حماس کے مقابلے میں اسرائیلیوں کا جانی و مالی نقصان اگرچہ بہت کم ہے، لیکن ان کا جانی نقصان 1967ء اور 1973ء کی عرب اسرائیل دونوں جنگوں سے زیادہ ہے۔ 7 اکتوبر کو صبح صبح حماس کے اسرائیل پر حملے کی اطلاعات آنا شروع ہوئیں۔ جلد ہی ہمارے سیاسی فلاسفروں نے اس طرح اپنی دانش بکھیرنی شروع کر دی کہ یہ تو فلسطینیوں کے خلاف نائن الیون ہو گیا۔ یہ بھی کہا گیا کہ یہ تو 9 مئی جیسا معاملہ لگتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ ہم خاموشی سے دیکھ اور سن رہے تھے۔ لیکن ہمارا دل ہی نہیں دماغ بھی یہ قبول کرنے کے لیے تیار نہیں تھا کہ یہ کوئی فالس فلیگ ہے۔ اس کی بہت سی وجوہات تھیں۔ مثلاً وہ اسرائیل جو اپنے ایک شہری کی جان بچانے یا اُسے دشمن کی قید سے چھڑوانے کی بڑی سے بڑی قیمت ادا کرنے کو تیار ہوتا ہے، وہ اپنے کسی سیاسی ایجنڈے کی طرف بڑھنے کے لیے سینکڑوں یہودیوں کو کیسے مروا سکتا ہے۔ وہ کیسے اپنے اس تاثر بلکہ دعویٰ کو ختم کر سکتا ہے کہ اسرائیل ناقابلِ تسخیر ہے۔ وہ کیسے اپنے دفاع کی کمزوریاں یوں سامنے لا سکتا ہے۔ اور آخری لیکن انتہائی اہم بات یہ کہ کیا اسرائیلی وزیراعظم نیتن یاہو جو چند ہفتے پہلے تک عربوں کو امن اور محبت کے پیغام کے ذریعے بہت بڑا دھوکہ دینے میں کامیاب ہوتا نظر آ رہا تھا، اُس نے اپنے اِس شاندار پلان کو خود تباہ کر لیا۔ جس سے عرب پکے ہوئے پھل کی طرح اُس کی جھولی میں گر جاتے اور کسی ایک یہودی کا خون بھی نہ بہانا پڑتا۔

حقیقت یہ ہے کہ ہمارا معاشرہ اسلام دشمن طاغوتی قوتوں سے کچھ زیادہ ہی مرعوب ہو چکا ہے۔ اگرچہ ہم اِس حوالے سے کسی غلط فہمی یا خوش فہمی کے شکار تو نہیں ہیں لیکن ہمارا ایمان ہے کہ ذہنی پسپائی اختیار کر کے حریف کی بالادستی کو قبول کر لینا اور اپنی پوزیشن پر مطمئن ہو جانا درحقیقت بدترین اور حتمی شکست ہوتی ہے۔ فرد ہو، معاشرہ ہو یا قوم ایسی ذہنی صورتِ حال اُس کی خودی کو پامال کر دیتی ہے۔ مسابقت اور برتری کا جذبہ معدوم ہو جاتا ہے اور وہ ڈھلوان پر سے پستیوں کی طرف لڑھکنا شروع ہو جاتا ہے اور انجام اکثر غلامی کی صورت میں نکلتا ہے۔ اگرچہ یہ چند گزارشات ایک خاص پس منظر میں جملہ معترضہ کے طور پر رقم ہوئی ہیں۔ حالانکہ سچ یہ ہے کہ پورا عالم اسلام ہی مختلف نوع کی غفلتوں اور کوتاہیوں کی وجہ سے ہر سطح پر بُری طرح زوال پذیر ہے۔ فلسطینی بھائیوں کی نسل کشی پر مسلمانوں کا بے حسی اور بے حمیتی کا مظاہرہ اس وجہ سے ہے کہ زبان سے مسلمان یہ کہتے ہیں کہ اُنہیں آخرت کی فکر کرنا چاہیے اور آخرت کو دنیا پر ترجیح دینا چاہیے اور یہ بھی سمجھتے ہیں کہ کافر کے لیے تو یہ دنیا سب کچھ ہے۔ لیکن حقیقت میں ہمارا حال یہ ہے کہ ہم دنیا بھی اپنی اپنی سنوارنا چاہتے ہیں کوئی اجتماعی یا قومی سوچ کسی سطح پر نظر نہیں آتی۔ اور یہ باتیں تو اب صرف نصاب کی کتابوں میں لکھی رہ گئی ہیں کہ لکڑیوں کا گٹھا اگر بندھا ہوا ہو تو کوئی شخص اپنی قوتِ بازو سے اُسے توڑ نہیں سکتا اور اگر لکڑیاں الگ الگ کر دی جائیں تو وہ بڑی آسانی سے توڑ دی جاتی ہیں۔ 1969ء میں صہیونیوں نے

مسجدِ اقصیٰ کے ایک حصہ کو آگ لگائی تھی جس کا دنیا بھر کے مسلمانوں میں شدید ردِعمل سامنے آیا۔ مراکش کے شہر رباط میں عالم اسلام کے رہنما جمع ہوئے اور OIC وجود میں آئی۔لیکن اُس کا نتیجہ کیا نکلا،مسلمان سمجھے ہم نے کرنے والا کام کر دیا ہے، اب ہمیں مزید کچھ کرنے کی ضرورت نہیں۔ دنیا اس کاغذی اتحاد سے خوفزدہ ہوجائے گی۔لہٰذا مسلمانوں نے اس حوالے سے کسی سنجیدگی کا مظاہرہ نہ کیا۔لیکن عالم کفر الرٹ ہوگیا۔اُس نے مسلمانوں کو متحد کرنے کی کوشش کرنے والے دو لیڈروں یعنی شاہ فیصل اور ذوالفقار علی بھٹو کو اپنے ہی لوگوں کے ہاتھوں مروا دیا۔شاہ فیصل کو ایک عربی شہزادے نے قتل کر دیا اور بھٹو کو فوجی طالع آزما نے پھانسی کے پھندے پر لٹکا دیا۔ علاوہ ازیں مسلمان ممالک کو آپس میں لڑانے کی بھرپور سازشیں شروع کر دیں۔ایران اور سعودی عرب کو ایک دوسرے کے خلاف میدانِ جنگ میں صف آرا کر دیا۔

قصہ کوتاہ آج مسلمان ممالک کو یہ طاغوتی قوتیں ایک ایک کر کے تباہ و برباد کر رہی ہیں یا اپنے سامنے سجدہ ریز ہونے پر مجبور کر رہی ہیں۔ یہ ہے اس امتِ مسلمہ کا حال اگرچہ ہمیں بہت تردد ہو رہا تھا کہ آج کے عالم اسلام کے لیے امتِ مسلمہ کا لفظ استعمال کریں لیکن جس طرح ایک مسلمان عملاً کتنا ہی گناہ گار کیوں نہ ہو لیکن اگر وہ اسلام کے تمام بنیادی عقائد کو تسلیم کرتا ہے اور قولاً ہی سہی اُن پر وہ ایمان رکھتا ہے تو دنیا میں کسی کو حق نہیں کہ اُس کے اسلام کو تسلیم نہ کرے۔ اسی طرح تمام تر غیر صالح کرتوتوں کے باوجود ہمیں عالم اسلام کو امتِ مسلمہ کہنا ہوگا۔

صورت حال یہ ہے کہ فلسطینی مسلمان اس موجودہ اُمتِ مسلمہ کا ایک چھوٹا سا حصہ ہیں اور حماس اس چھوٹے سے فلسطینی حصہ کا بھی ایک جز ہے جو آج سابقہ امتِ مسلمہ یہود سے برسرِ پیکار ہے۔ جبکہ یہود کو امریکہ اور یورپ سمیت اکثر عیسائی دنیا کی اخلاقی، سفارتی، مالی اور اسلحہ کی بھرپور مدد حاصل ہے۔ بات آگے بڑھانے سے پہلے سابقہ امتِ مسلمہ یعنی یہود کا تاریخ میں جو کردار رہا ہے وہ مختصراً قارئین کے سامنے لانا ہماری دینی ذمہ داری ہے۔ یہودیوں کا حضرت یعقوب علیہ السلام کے ایک بیٹے یہودہ کے ساتھ آبائی سلسلہ جڑتا ہے۔ اسی حوالے سے یہ بنی اسرائیل کہلائے کیونکہ حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب اسرائیل تھا اور حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں مصر میں آباد ہوئے۔ وہاں حکمرانوں کی حیثیت اختیار کر گئے۔لیکن پھر ان پر زوال آیا۔حضرت موسیٰ علیہ السلام پر یہ ایمان تو لائے لیکن قدم قدم پر اُن سے بے وفائی کرتے رہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی غیر موجودگی میں بچھڑے کو معبود بنا لیا اور انتہا یہ کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں یروشلم میں داخل ہو کر کافروں سے جنگ کرنے کا کہا تو حضرت ہارون علیہ السلام کے سوا سب حکم ماننے سے انکاری ہو گئے۔اور وقت کے پیغمبر کو جواب دیا کہ تم اور تمہارا خدا جنگ کریں ہم تو ایسا کرنے والے نہیں۔تب انہیں چالیس سال تک صحرا نوردی کی سزا ہوئی۔ اسی دوران حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کا انتقال ہوگیا۔ چالیس سال بعد انہیں یوشع بن نون علیہ السلام کی رہبری میں دوبارہ عروج حاصل ہوا۔لیکن اس کے بعد بھی یہ اپنی حرکتوں اور سازشوں سے باز نہ آئے۔ قرآن پاک میں واضح طور پر آیا ہے کہ انہوں نے بہت سے انبیاء کرام علیہم السلام کو جو ان کی اصلاح کے لیے مبعوث ہوئے تھے، اُنہیں ناحق قتل کیا۔ وہ عہد شکنی، فریب اور دجل میں اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ اسی وجہ سے دنیا نے ہمیشہ انہیں شک کی نگاہ سے دیکھا۔ طوالت سے بچنے کے لیے تاریخ کو تیزی سے پھلانگتے ہوئے ہم اٹھارویں صدی میں آجاتے ہیں۔ جب امریکہ کے صدر بنجمن فریکلین جو امریکہ کے Founding Fathers میں سے تھے۔ اُنہوں نے یہودیوں کو امریکہ میں بسانے کی تجویز کی شدت سے مخالفت کرتے ہوئے کہا تھا:”ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے لیے ایک ایک بہت بڑا خطرہ ہے۔ یہ بڑا خطرہ یہودی ہے۔ حضرات، یہودی جس سرزمین پر آباد ہوئے ہیں، انہوں نے اخلاقی سطح اور تجارتی ایمانداری کو پست کر دیا ہے۔ وہ الگ اور غیر مربوط رہتے رہے ہیں۔ وہ جہاں رہتے ہیں اس قوم کا معاشی طور پر گلا گھونٹنے کی کوشش کرتے ہیں، جیسا کہ پرتگال اور اسپین کے معاملے میں ہوا تھا۔“ گویا اپنے لیے یہودیوں کو خطرہ سمجھنے والوں نے اُنہیں نہ صرف عرب کی طرف دھکیل دیا بلکہ اُن کے پشت پناہ بھی بن گئے۔

دونوں عالمی جنگوں میں یہودیوں نے ایک فسادی کا رول ادا کیا اور فریقین کو اشتعال دلا کر جنگ کی آگ بھڑکائی۔ یہودیوں کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے:”ان کے اوپر ذلت تھوپ دی گئی ہے جہاں کہیں بھی پائے جائیں سوائے یہ کہ (انہیں کسی وقت) اللہ کا کوئی سہارا حاصل ہوجائے یا لوگوں کی طرف سے کوئی سہارا مل جائے۔“ اس کی ایک یہ تشریح بھی کی گئی کہ یہ دنیا میں کبھی اپنے بل بوتے پر کوئی ریاست نہیں قائم کر سکیں گے۔ البتہ کسی دوسرے کا سہارا لے کر یہ ممکن ہوگا جیسے کہ اسرائیل اس وقت امریکہ اور یورپ کے سہارے پر قائم ہے۔"Give the Devil his Due" کے اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ یہودی ایک محنتی اور ذہین قوم ہے، البتہ یہ بات اپنی جگہ پر حقیقت ہے کہ ان کی محنت اور ذہانت کبھی دنیا میں مثبت کاموں میں استعمال نہیں ہوئی۔ عیاری اور سازش ان کی سرشت میں شامل ہے۔ بہرحال آج سابقہ امتِ مسلمہ جو اللہ تعالیٰ کی دھتکاری ہوئی اور مغضوب قوم ہے، وہ عیسائی دنیا کے سہارے سے اور اُس کی معیت میں موجودہ اور حاضر امتِ مسلمہ کے ایک حصہ پر آگ اور بارود کی بارش کر رہی ہے جبکہ باقی امتِ مسلمہ اپنے مسلمان بھائیوں کے جلنے، مرنے اور تڑپنے کا خاموشی سے نظارہ کر رہی ہے۔ ❀❀❀

# اسرائیل کی غارت گری

## عالم اسلام بالخصوص مقتدر طبقات کا ردعمل کیا ہونا چاہیے؟

**امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ ﷾ کے خطاب جمعہ کی تلخیص**

خطبہ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد!

امت کو اس وقت فلسطین کا سنگین مسئلہ درپیش ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ قرآن کریم رہتی دنیا تک ہمارے لیے رہنمائی ہے اس لیے آج ہم قرآن مجید کی چند آیات کی روشنی میں مسئلہ فلسطین کے حوالے سے رہنمائی حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔ آپ اور ہم سب جانتے ہیں کہ درندہ صفت اسرائیل اپنی جارحیت اور ظلم وستم میں آگے سے آگے بڑھتا چلا جارہا ہے۔ اخباری اطلاعات کے مطابق اس وقت تک 10 ہزار سے زائد فلسطینی شہید ہوچکے ہیں۔ 50 فیصد غزہ کھنڈرات میں تبدیل ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم کرے۔ افسوس کا لفظ اس موقع پر بے وقعت معلوم ہوتا ہے، اصل میں اپنی بے بسی پر رونا آتا ہے۔ سوائے اللہ کے کون ہے جو ہماری فریاد کو سن سکتا ہے۔

اسرائیلی جارحیت کے پیچھے واضح طور پر امریکہ، بھارت اور مغربی طاقتیں کھڑی ہیں۔ اس وقت اسرائیل کی باقاعدہ پشت پناہی کی جاری ہے کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں تم آگے بڑھو اور اپنے اہداف حاصل کرو اور اسرائیل کے اہداف میں صرف غزہ کے مسلمانوں کو وہاں سے نکال دینا نہیں ہے بلکہ ان کا اصل ہدف گریٹر اسرائیل کا قیام ہے جس کے متعلق ان کے وزراء آج بھی کہہ رہے ہیں کہ ہماری سرحدیں دریائے نیل سے لے کر دریائے فرات تک ہیں۔ ظاہر ہے اس میں فلسطین، شام، عراق، سعودی عرب کے کچھ علاقے اور کویت سمیت بیشتر مسلم علاقے آتے ہیں۔ اگر ہمارے عرب ممالک کو اب بھی سمجھ نہ آئے تو آخر کب سمجھ آئے گی۔ یہود تو مدینہ شریف تک کو گریٹر اسرائیل میں شمار کرتے ہیں۔ (معاذ اللہ) پھر یہ کہ مسجد اقصیٰ اور قبۃ الصخریٰ کو شہید کرکے وہاں تھرڈ ٹمپل تعمیر کرنا بھی ان کے مقاصد میں شامل ہے۔ وہ اپنے مقاصد اور اہداف کے حصول کی طرف بلا روک، رکاوٹ کے بڑھ رہے ہیں۔ ایک روس کبھی کبھی اس کے خلاف آواز اٹھاتا ہے، کبھی قرارداد ویٹو کر دیتا ہے۔ یا پھر چائنہ کی طرف سے کوئی بات آئی ہے لیکن امت مسلمہ کی طرف سے کوئی ردعمل نہیں آرہا۔ دو ارب مسلمان اور 57 مسلم ممالک دنیا میں موجود ہیں، ان کے پاس تیل جیسی دولت موجود ہے، عربوں کے پاس بے شمار دولت ہے، پاکستان کو ایٹمی طاقت بھی اللہ پاک نے دے رکھی ہے۔ لکھنے والے نے لکھا اس سب کے باوجود ہم پانی کی ایک بوتل بھی غزہ تک پہنچانے کی پوزیشن میں نہیں ہیں۔ یہ ہماری بے بسی اور رسوائی کا آج عالم ہے اور

مرتب: ابو ابراھیم

اس کی وجہ کیا ہے قرآن میں اللہ تعالیٰ نے بتادیا:

''(مسلمانو!) اب تم پر جنگ فرض کر دی گئی ہے اور وہ تمہیں گراں گزر رہی ہے۔ اور ہوسکتا ہے کہ تم کسی شے کو ناپسند کرو اور وہ تمہارے لیے بہتر ہو۔ اور ہوسکتا ہے کہ تم کسی چیز کو پسند کرو درآنحالیکہ وہی تمہارے لیے بری ہو۔ اور اللہ جانتا ہے‘ تم نہیں جانتے۔'' (البقرۃ:216)

قتال کا لفظ ہمیشہ جنگ کے معنی میں آتا ہے۔ یہاں قتال کی فرضیت کا حکم آرہا ہے۔ مکہ کے 13 برس ہاتھ اُٹھانے کی بھی اجازت نہیں تھی۔ وہاں صبر کرنے کی تلقین تھی لیکن ہجرت کے بعد قتال کی باقاعدہ اجازت دی گئی۔

﴿اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ؕ﴾ (الحج:39) ''اب اجازت دی جارہی ہے (قتال کی) ان لوگوں کو جن پر جنگ مسلط کی گئی ہے‘ اس لیے کہ ان پر ظلم کیا گیا ہے۔'' پھر وہاں قتال کا مقصد بھی بیان ہوا۔ فرمایا:

﴿وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰی لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّیَكُوْنَ الدِّیْنُ لِلّٰهِ ؕ﴾ (البقرۃ:193) ''اور لڑو ان سے یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین اللہ کا ہوجائے۔''

ظلم کے خاتمے، عدل کے نفاذ اور اللہ کی شریعت کے نفاذ کے لیے اگر کبھی جنگ بھی کرنا پڑے تو اسلام نے اس کی اجازت ہی نہیں بلکہ باقاعدہ حکم دیا ہے۔ اس کی مثال ایسے ہے کہ جب کسی کے ہاتھ یا پیر میں ایسا مہلک مرض پھیل جائے جس کی وجہ سے ہاتھ یا پیر کاٹنا ضروری ہوجائے تو دل تو نہیں چاہتا مگر باقی جسم کو بچانے کے لیے کاٹنا پڑتا ہے۔ بالکل اسی طرح جو لوگ انسانیت، عدل و انصاف اور اسلام کے دشمن بن جائیں، اللہ کے احکامات کے نفاذ میں رکاوٹیں ڈالیں، انسانوں کی جانوں، مالوں اور عزت وآبرو سے کھیلتے ہوں ایسے فاسدوں اور ظالموں کی اگر بیخ کنی کرنا پڑے تو اس کی نہ صرف اجازت دی گئی بلکہ اس کا حکم دیا گیا تاکہ عدل کا نفاذ ہو، مخلوق خدا کو جینے کا حق ملے اور ان کو شریعت پر عمل کرنے کا موقع ملے۔ البتہ جیسے نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج بھی فرض ہیں مگر ان کی ادائیگی کے لیے شرائط ہیں۔ مثلاً نماز کی فرضیت کا حکم بھی قرآن میں ہے لیکن یہ نابالغ پر فرض نہیں ہے، ہر وقت فرض نہیں ہے، صرف پانچ وقت فرض ہے۔ زکوٰۃ ہر ایک پر اور ہر وقت فرض نہیں ہے بلکہ صاحب استطاعت پر سال میں ایک مرتبہ فرض ہے، حج ہر ایک پر فرض نہیں ہے۔ صاحب استطاعت پر زندگی میں ایک مرتبہ فرض ہے۔ اسی طرح قتال بھی فرض ہے لیکن کب فرض ہوتا ہے، کس پر فرض ہے، کس جگہ فرض ہے، اس کی تفسیر موقع، مقام اور وقت کی مناسبت سے آتی ہے۔ مثلاً اقامت دین کی جدوجہد کے

حوالے سے ہم بیان کرتے ہیں، ڈاکٹر اسرار احمدؒ بیان کرتے رہے کہ جب باطل نظام کے ساتھ ٹکرانے کا مرحلہ آئے گا تو سامنے چونکہ مسلمان ہوں گے اس لیے ہم جان لینے کی بات نہیں کریں گے بلکہ دین کے لیے جان دینے کی بات کریں گے۔ خروج کے مسئلے پر فقہاء نے بھی کلام کیا ہے۔ تاہم کفار سے قتال کا معاملہ الگ ہے۔

کبھی قتال اس مقصد کے لیے بھی ہوتا ہے بڑی عجیب اور حساس مثال سورۃ الحجرات میں ہم پڑھتے ہیں:

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ﴾ (الحجرات: 10) ''یقیناً تمام اہل ایمان آپس میں بھائی بھائی ہیں پس اپنے دو بھائیوں کے درمیان صلح کرادیا کرو۔''

یہ ایمان والوں کے درمیان صلح رہے امن رہے اتنا بڑا یہ مقصد ہے کہ اگر کبھی اس کے لیے جنگ بھی کرنا پڑے تو جنگ کی جائے گی اس قتال کے مقاصد میں یہ مقصد بھی ذہن میں رہے گو کہ دو گروہوں کو صلح پر آمادہ کرنے کے لیے پہلے بہت سارے steps ہوں گے قتال آخری بات ہے ان کو سمجھایا جائے ان کا کوئی social boycott کیا جائے گا ان پر کوئی pressure ڈالا جائے گا۔ حتمی بات یہ ہے اگر ایک زیادتی پر اتر آیا صلح پر آمادہ نہیں ہوتا تو باقی سارے مل کر اس سے جنگ کریں اور اس کو صلح پر آمادہ کریں۔

اگلی آیت میں فرمایا:

''(اے نبی ﷺ!) یہ آپ سے پوچھتے ہیں حرمت والے مہینے میں جنگ کے بارے میں۔ کہہ دیجیے کہ اس میں جنگ کرنا بہت بڑی (گناہ کی) بات ہے۔ لیکن اللہ کے راستے سے روکنا' اس کا کفر کرنا' مسجد حرام سے روکنا اور حرم کے رہنے والوں کو وہاں سے نکالنا اللہ کے نزدیک اس سے کہیں بڑا گناہ ہے۔ اور فتنہ قتل سے بھی بڑا گناہ ہے۔'' (البقرۃ: 217)

اس آیت کا پس منظر ذہن میں رکھئے۔ جنگ بدر سے پہلے کی بات ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے کچھ مہمات روانہ کی تھیں۔ ایک ایسی مہم میں مسلمانوں کے ہاتھوں ایک کافر قتل ہوگیا۔ بعض مفسرین نے لکھا جمادی الثانی کی آخری تاریخ تھی اور دن کا آخری وقت تھا۔ ادھر رجب کا چاند نظر آگیا۔ حرمت والے مہینوں میں رجب بھی شامل ہے جن میں قتال نہیں کیا جاتا تھا۔ جب مسلمانوں کے ہاتھوں کافر کا قتل ہوگیا تو مشرکین نے بڑا طوفان اٹھادیا۔ بالکل آج ہی کی طرح جیسے دنیا کے سب سے بڑے دہشت گرد اسرائیل کے ساتھ کھڑے ہوکر بعض لوگ طوفان اُٹھا رہے ہیں کہ حماس نے غلط کردیا۔ اور تو اور متحدہ عرب امارات کی وزیر مملکت برائے بین الاقوامی امور کہہ رہی ہے کہ حماس کے حملے بڑے گھناؤنے ہیں۔ اسی طرح کچھ ہمارے لوگ بھی باتیں کر رہے ہیں کہ حماس والوں کو ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا، پتا تھا اس کا ری ایکشن کیا ہوگا وغیرہ وغیرہ۔ مشرکین نے بھی اسی طرح طوفان اُٹھا دیا کہ مسلمان تو بڑے ظالم ہیں وغیرہ وغیرہ۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے کیا فتویٰ دیا؟ اگر حرمت والے مہینوں میں لڑنا بڑا گناہ ہے تو اللہ کے راستہ سے روکنا، اس کا انکار کرنا، مسجد حرام سے روکنا، اس کے رہنے والوں کو اس میں سے نکالنا اللہ کے نزدیک اس سے بھی بڑا گناہ ہے اور فتنہ انگیزی تو قتل سے بھی بڑا جرم ہے۔ کفار کو اپنے ایک بندے کا قتل نظر آتا ہے تو یہ سب ظلم جو مسلمانوں پر کر رہے ہیں وہ نظر نہیں آتے؟

اسی تناظر میں دیکھئے۔ 75 سال میں یہودیوں نے ہزاروں بے گناہ فلسطینیوں کو شہید کیا، مسجد اقصیٰ کی بار بار بے حرمتی کی، مسجد اقصیٰ میں نماز سے روکا، حتیٰ کہ مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھنے والوں کو شہید کیا، فلسطینیوں کے معصوم بچے بے دردی سے قتل کر دیے، فلسطینیوں کو ان کے گھروں سے نکالا، ان کی زمین ان سے چھین لی اور پوری اُمت مسلمہ بھی سوتی رہے، مذمتی بیانات سے آگے بڑھ کر کچھ کرنے کو تیار نہ ہو تو بے چارے فلسطینیوں کے پاس سوائے اس کے کونسا راستہ بچتا ہے کہ وہ کچھ تو مزاحمت کریں۔ لہٰذا آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ہمیں بات کرنی چاہیے۔ کوئی معذرت خواہانہ رویہ اختیار کرنے کی ضرورت نہیں۔ ان ظالموں کو ظلم کرتے ہوئے شرم نہیں آتی ہے تو مظلوم جو اپنی آزادی کے لیے لڑ رہے ہیں ان کو defend کرنے میں ہم کیوں شرماتے ہیں؟ دنیا جہاں کے بدمعاشوں اور ظالموں کا ساتھ دینے میں ہمیں شرم نہیں آتی تو ان مظلوم فلسطینیوں کے

پریس ریلیز 10 نومبر 2023ء

# افغانستان مخالف پالیسی پاکستان کے لیے نقصان دہ ثابت ہوگی

## شجاع الدین شیخ

افغانستان مخالف پالیسی پاکستان کے لیے نقصان دہ ثابت ہوگی۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ ایک طرف مشرق وسطیٰ جنگ کے دہانے پر ہے اور خطے کی بدلتی ہوئی صورتحال کا ادراک کرتے ہوئے چین، ایران اور افغانستان کے ساتھ تعلقات بہتر کر رہے ہیں۔ پھر یہ کہ ہمارا ازلی دشمن بھارت کھل کر اسرائیل کی پشت پناہی کر رہا ہے اور اپنی مسلم دشمنی کا بے باکی کے ساتھ اظہار کر رہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ماضی میں بھی برادر اسلامی ملک افغانستان کے ساتھ تعلقات خراب کرنا نقصان دہ ثابت ہوا اور یہ اب بھی ملکی مفاد میں نہیں۔ حالیہ دنوں میں افغانستان کے وزیر خارجہ کا دورۂ چین اور نائب وزیر اعظم کا دورۂ ایران جس میں افغانستان، ایران اور چین کے مابین تجارتی راہداریاں بنانے کا اعلان کیا گیا ہے، انتہائی اہم پیش رفت ہے اور یہ پاکستان کے لیے ایک واضح پیغام ہے۔ پاکستان کی افغان پالیسی اُسے خطے میں تنہا کر دے گی۔ پاکستان کو یقیناً غیر قانونی طور پر ملک میں مقیم افراد کی چھان پھٹک کر کے اُن میں سے جرائم میں ملوث تمام عناصر کیخلاف قانون کے مطابق کارروائی کرنی چاہیے اور باقی سب کی رجسٹریشن کا سلسلہ شروع کرنا چاہیے۔ اُنہوں نے کہا کہ بلوچستان کے وزیر اطلاعات کا یہ بیان کہ قانونی طور پر رجسٹرڈ افغان پناہ گزینوں کو بھی ملک بدر کیا جائے گا انتہائی تشویشناک ہے۔ ہمیں تمام فیصلے افغانستان سے مذاکرات کر کے اور افغان حکومت کو اعتماد میں لے کر افہام و تفہیم کے ساتھ کرنے چاہئیں۔ پاکستان کو کسی تیسری قوت کے دباؤ میں ہرگز ایسے فیصلے نہیں کرنا چاہیے جن سے ملکی مفادات کو ضرب پہنچے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ پاکستان اور افغانستان کی حکومتیں صبر و تحمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے مل بیٹھ کر تمام مسائل کا حل نکالیں تاکہ دشمنوں کے افغانستان اور پاکستان کے مابین دوریاں پیدا کرنے کے منصوبے کو خاک میں ملایا جاسکے۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

پاس بچا کیا ہے؟ کیا وہ آزادی کی جنگ نہ لڑیں؟ مسجد اقصیٰ کو آزاد کرانے کا فرض اُمت کی طرف سے ادا نہ کریں۔ ان کے اس حق کو ہم کیوں defend نہیں کرتے۔ دفاعی پوزیشن پر جانے کی کوشش کیوں کرتے ہیں؟

ہمارے کچھ حضرات کا خیال ہے کہ بھائی تم لوگ جنگ کی باتیں کر رہے ہو۔ تو کیا ساری دنیا ظلم کے لیے جنگ نہیں کر رہی؟ اس امریکہ بدمعاش کو ساری دنیا نے اجازت دی بلکہ اس نے اجازت لی یو این او کے اندر اور اقوام متحدہ کے اصولوں کو توڑتے ہوئے امریکہ نے برطانیہ کے ساتھ مل کر عراق کا کیا حشر کیا اور اس کے بعد کہا کہ Weapons of mass distruction ہمیں نہیں ملے۔ اس سے پہلے نائن الیون کا ڈراما رچایا اس کے بعد افغانستان پر چڑھ دوڑا اور لاکھوں مسلمان شہید کر دیے، لاکھوں اپاہج کر دیے۔ ان ظالموں کو ظلم کرنے کے لیے جنگیں تھوپنے کی اجازت ہے۔ مسلمانوں کی نسل کشی کرنے کی دنیا ان کو اگر اجازت دے تو آپ کے میرے رب نے ظلم کے خاتمے کے لیے اور فتنے کو ختم کرنے کے لیے اور مظلوموں کی دادرسی کے لیے جنگ کا حکم دیا ہے ہم کیوں اتنے ٹھنڈے ہو کر اور معذرت خوانہ رویوں کے اندر جبر قبول کر لیتے ہیں۔ اللہ ہمیں بھی غیرت دینی عطا فرمائے۔ حمیت دینی عطا فرمائے۔ مسلمان امت کا درد اللہ ہمیں عطا فرمائے۔

خدا کی قسم قرآن ایمان والوں کو یہ نہیں سکھاتا۔ کوئی منافق بن جائے تو بات الگ ہے مگر ایمان والا ہو اور ایمان کا دعوے دار ہو تو وہ آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرے گا کیونکہ اللہ قرآن میں اس کا حکم دے رہا ہے۔

ایک دوسرے زاویے سے بھی ہمیں سوچنا چاہیے۔ اگر آج ہم فلسطینیوں کے حق میں کھڑے نہیں ہوتے، نہیں بولتے تو کل ہم کس منہ سے کشمیریوں کے حق کی بات کریں گے۔ کل کہیں بھی مسلمانوں پر ظلم اور جبر ہوگا تو ہم کس منہ سے بات کریں گے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

''اور تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم قتال نہیں کرتے اللہ کی راہ میں اور ان بے بس مردوں' عورتوں اور بچوں کی خاطر جو مغلوب بنا دیے گئے ہیں' جو دُعا کر رہے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار' ہمیں نکال اس بستی سے جس کے رہنے والے لوگ ظالم ہیں۔ اور ہمارے لیے اپنے پاس سے کوئی حمایتی بنا دے' اور ہمارے لیے خاص اپنے فضل سے کوئی مددگار بھیج دے۔'' (النساء:75)

exactly آج کے لیے گویا یہ رہنمائی ہے۔ اسی طرح ہجرت کے بعد مکہ میں جو مسلمان رہ گئے تھے ان پر مظالم ہو رہے تھے، کمزور مرد، عورتیں بچے مدد کے لیے پکار رہے تھے۔ جبکہ مکہ فتح ہوا تو یہ سارا ظلم ختم ہو گیا۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا جب قتال کی شرائط پوری ہو جائیں تو قتال کرنا فرض ہو جاتا ہے۔ علماء فرماتے ہیں اگر کسی علاقے میں مسلمانوں پر کفار حملہ آور ہو جائیں تو ان مسلمانوں کا دفاع کرنے کے لیے کھڑا ہونا، ان پر مظالم کرنے والوں کے خلاف لڑنا امت پر فرض ہو جاتا ہے۔ البتہ اس میں کچھ فقہی مسائل بھی ہیں۔ جیسا کہ مفتی تقی عثمانی صاحب نے بھی فرمایا کہ الاقرب فالاقرب والا اصول سب سے پہلے لاگو ہوگا کہ جو مسلمان قرب وجوار میں رہتے ہیں ان پر ان کی صلاحیت اور استطاعت کے مطابق سب سے پہلے قتال فرض ہو جائے گا۔ اگر ان کا جہاد بھی کافی نہ ہو تو پھر ہوتے ہوتے ساری اُمت پر استطاعت اور صلاحیت کے مطابق فرضیت کا معاملہ آئے گا۔ جو کچھ نہیں کر سکتا وہ کم از کم دعا تو کر سکتا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے دعاؤں کا اہتمام کیا۔ مگر افسوس کی بات ہے، شرم سے بھی آگے بڑھ کر ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ ہمارے بڑے شہروں میں ڈانس پارٹیاں ہو رہی ہیں، کراچی کے elite کلاس کے سکول کی چند باتیں منظر عام پر آ چکی ہیں کہ وہاں نیم برہنہ لباس بھی ہے، شراب کی بوتلیں بھی ہیں اور ڈانس بھی ہے۔

لاہور میں 28 اکتوبر سے 12 نومبر تک دو ہفتوں پر مشتمل ایک بڑے فیسٹیول کا اعلان کیا گیا جس میں ناچ گانا، سٹیج ڈرامے اور بہت کچھ بے حیائی کا سامان تھا، پنجاب کے نگران وزیر اعلیٰ کے زیر اہتمام اس کا اشتہار اخبارات میں شائع ہوا۔ اگرچہ بعد میں اس میں سے ناچ گانے کو نکال دیا گیا۔ وہاں فلسطین میں مائیں، بچے بوڑھے مدد کے لیے پکار رہے ہیں۔ اے دنیا کے مسلمانو! تم کہاں رہ گئے؟ اور ڈوب مرنے کا مقام ہے، بلکہ بے غیرتی کی انتہا ہے۔ یہ لوگ اتنے بے حس ہو گئے ہیں کہ اپنے مظلوم مسلمان بھائیوں، بیٹیوں، ماؤں اور بچوں کے لیے دعا کرنے کے لیے تیار نہیں؟ روز قیامت اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دیں گے؟ کس منہ سے رسول اللہ ﷺ کی شفاعت کے طالب ہوں گے کہ اپنے مسلم بھائیوں کے بے بس بچوں کی لاشیں دیکھ کر بھی ہمارا دل نہیں پسیجا۔ جن کے لیے ہسپتال بند کر دیے گئے، زخمیوں کے علاج کے لیے ادویات تک نہیں ہیں۔ ان مظلوموں کے حق میں آواز بلند کرنے سے بھی ہم رہ گئے۔

ہم تو اپنے حکمرانوں سے گزارش کر سکتے ہیں، اللہ کرے میری بات ہمارے آرمی چیف تک پہنچ جائے، آپ حافظ قرآن ہیں۔ آپ کے بارے میں اچھے تاثرات بعض لوگوں کے ذریعے ہم تک پہنچے ہیں۔ مفتی تقی عثمانی صاحب نے بھی ذکر کیا ہے۔ آپ کے پاس طاقت اور اختیار ہے۔ ہم نہیں کہتے کہ آپ جنگ کا اعلان کر دو، ایٹم بم چلا دو۔ ٹھیک ہے مصلحت بھی ہوگی، حالات کا تناظر بھی ہوگا، لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ کچھ نہ کرو، کچھ تو کرو اللہ کے بندو! کم از کم فلسطینیوں کی نسل کشی روکنے کے لیے آواز تو اٹھائیں، چند بڑے مسلم ممالک کے سربراہان مل کر دنیا کو پیغام تو دیں کہ فلسطینیوں کی نسل کشی روکی جائے۔ کچھ تو ہمارے مسلم حکمران غیرت مندی کا ثبوت پیش کریں۔

عرب ممالک کی یہ خوش فہمی ہے کہ خاموش رہ کر وہ بچ جائیں گے۔ امریکہ سے دوستی ان کی بادشاہتیں بچا لے گی، قطعاً نہیں، یہود کا اصل مقصد گریٹر اسرائیل ہے۔ اگر آج عرب حکمران خاموش رہیں گے تو کل اپنے علاقے اور اپنی بادشاہتیں کیسے بچائیں گے؟

ایک کالم نگار آصف محمود صاحب نے او آئی سی کے بارے میں لکھا ہے کہ او آئی سی فلسطین کے مسئلے کے لیے بنی تھی اور باقاعدہ اس کا پورا charter ہے، اس کے کئی آرٹیکلز ہیں۔ جن کا حاصل یہ ہے کہ امت میں کہیں پر بھی کسی کے ساتھ ظلم ہو یا کسی علاقے پر قبضہ ہو جائے تو اس forum سے ہم نے اس کے لیے کوشش کرنی ہے۔ کیونکہ یروشلم پر ابھی یہود کا غاصبانہ قبضہ ہے تو عارضی طور پر ہم اس کا آفس جدہ میں بنا رہے ہیں اور جب یروشلم ہمیں مل جائے گا تو فلسطین کا اصل میں دارالحکومت تو وہ ہوگا جس میں مسجد اقصیٰ ہمارے پاس ہوگی۔ پھر پوری القدس committee الگ ہوگی کہ فلسطینیوں کی اخلاقی اور عسکری طور پر مدد کرنی ہے۔

آج کل فوجی طاقت کے لحاظ سے ممالک میں سب سے اہم پوزیشن پاکستان کی ہے۔ 1967ء میں بن گوریان نے کہا تھا عربوں سے تو ہم نمٹ لیں گے لیکن ہمارا اصل نظریاتی دشمن پاکستان ہے۔ پھر نیتن یاہو نے بھی کہا کہ ہمیں پاکستان کو ایٹمی صلاحیت سے محروم کرنا چاہیے۔ پاکستان نے ان دنوں میں میزائل ٹیسٹ کیا ہے اچھی بات ہے اگر یہ پیغام دینا مقصود تھا کہ ہم ایٹمی صلاحیت رکھتے ہیں، بہترین ایئر فورس اور تربیت یافتہ فوج ہمارے پاس ہے۔ اگر پاکستان سٹینڈ لے اور تمام مسلم ممالک مل کر آواز بلند کریں تو مسلمانوں کی نسل کشی کا یہ سلسلہ رک سکتا ہے اور فلسطین کے مسلمانوں کو اس سے تقویت ملے گی۔ مسلم حکمرانوں کے کھڑے ہونے، غیرت اور حمیت کا ثبوت پیش کرنے سے ان کا دل بھی بڑا ہوگا۔ ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے حکمرانوں کو غیرت عطا فرمائے۔ کفار اگر ''الکفر ملت واحدۃ'' کی مانند

ہو چکے ہیں تو اُمت مسلمہ کیوں ایک آواز نہیں بن سکتی۔ اسی کی طرف ہم توجہ دلا رہے ہیں۔

آخری بات جو ہمیں کہنی ہے وہ یہ ہے کہ ہم پاکستان کو مضبوط کریں۔ اگر اسرائیل کے ذمہ دار کہہ رہے ہیں کہ ہمیں خطرہ پاکستان سے ہے تو پاکستان کے ذمہ داران کو بھی سمجھ جانا چاہیے کہ ہماری کوئی حیثیت ہے، ہم نے یہ ملک اسلام کے نام پر حاصل کیا ہے، ہمارے پاس ایٹمی قوت ہے، بہترین فوج ہے، اگر اسرائیلی اپنے مذہب اور کاز کے ساتھ مخلص ہیں تو ہم کیوں نہیں ہو سکتے۔ ہم یہاں اسلام کو نافذ کریں، تب اللہ کی مدد بھی آئے گی، پھر ہم آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کریں گے، پھر ہم صرف احتجاج نہیں کریں گے، پریس کلبوں کے سامنے مظاہرے نہیں کریں گے بلکہ پھر تو حکومتی سطح پر سیدھا جواب دیا جائے گا۔ اس کے لیے ہم نے محنت کرنی ہے، اس کے لیے اپنے بچوں کی تربیت کرنی ہے، ان کے اندر جذبہ شہادت بیدار کرنا ہے، انہیں اللہ کے دین کی طرف لگانا ہے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ ہمارے مظلوم بھائی بہنوں کی اللہ تعالیٰ مدد کرے، اللہ تعالیٰ ہمیں غیرت دینی عطا فرمائے، جو فلسطینیوں کے ساتھ مالی تعاون کر سکتے ہیں وہ مالی تعاون بھی کریں، ہمارے حکمرانوں کے لیے بھی دعا کریں کہ ان کے دلوں میں اللہ غیرت ڈال دے کہ وہ امت کی امامت کرنے والے بنیں، اللہ تعالیٰ پوری امت کے مقتدر طبقات کو اس کی توفیق دے۔ یہ دعا کرنا ہمارے بس میں ہے، ہم کر سکتے ہیں اور اس سے آگے بڑھ کر جو کچھ کر سکتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو بھی توفیق دے۔ آمین یا رب العالمین!

۞ ۞ ۞

# گوشۂ انسدادِ سود

(گزشتہ سے پیوستہ)

جب 2013ء میں ربا کے خلاف تنظیم اسلامی کی اپیل فیڈرل شریعت کورٹ میں admit ہوئی تو اس میں جماعت اسلامی کے لوگ بھی آ گئے۔ اس لیے کہ اس وقت عدالت کی جانب سے اوپن دعوت دی گئی کہ جو شخص بھی اس کیس میں کورٹ کو assist کرنا چاہے وہ اپنے آپ کو ایک پٹیشنر کے طور پر شامل کروا سکتا ہے۔ اسلام آباد کے کچھ لوگ بھی انفرادی حیثیت میں اس میں شامل ہوئے۔ عدالت کی جانب سے جو 14 سوالات دیے گئے تھے، ان کے جوابات تنظیم اسلامی نے جمع کروا دیے۔ اس کے بعد اکا دکا سماعتیں ہوئیں جن کے نتیجے میں کورٹ یہ فیصلہ کرنے کی کوشش کرتی رہی کہ آیا ہم نے ''ربا کی تعریف'' سے سٹارٹ کرنا ہے اور پھر آگے بڑھنا ہے یا پھر پچھلے فیصلے میں ہونے والی ریمانڈ ججمنٹ کے contentions کو ایڈریس کرنا ہے۔ اس میں سب سے اہم contention یہ تھی کہ کیا یہ کورٹ اس کیس کو سننے کی اہل بھی ہے یا نہیں ہے۔ اس پر ابتدا میں قیصر امام صاحب نے بڑے اچھے دلائل دیے لیکن درمیان میں پھر کچھ اور طرف کیس چلنا شروع ہوگیا۔ پھر 2014ء سے لے کر 2018ء تک سماعت میں طویل دورانیہ کے وقفے آنا شروع ہوگئے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ کبھی کوئی چیف جسٹس ریٹائر ہو جاتا اور پھر نیا بنچ بننے میں وقت لگ جاتا، پھر جب سماعت شروع ہوتی تو پتا چلتا کہ بنچ کے کسی اور ممبر کی ریٹائرمنٹ قریب آ گئی ہے۔ لہٰذا کم از کم تین مرتبہ یہ بنچ ٹوٹ کر از سر نو بنا۔ آخری بنچ مئی 2020ء میں بنا جس میں ڈاکٹر انور شاہ شامل ہوئے اور جس کے مرحوم مسکن زئی صاحب چیف تھے۔ اس تین رکنی بنچ کے ذریعے گویا جو کم از کم requirments ہوتی ہیں وہ پوری کی گئیں۔ اس آخری بنچ کے سامنے گزشتہ ساری بحثیں اوپن تھیں۔ jurisdiction کے مسئلے کو انہوں نے سب سے پہلے لیا۔

بحوالہ: اداریہ ندائے خلافت، شمارہ نمبر: 07، 13 تا 19 رجب المرجب 1443ھ/ 15 تا 21 فروری 2022ء

**آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 566 دن گزر چکے!**

# امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات (26 تا 31 اکتوبر 2023ء)

جمعرات (26-اکتوبر) کو مرکزی اُسرہ کے اجلاس میں آن لائن شرکت کی۔

جمعہ (27-اکتوبر) کی صبح 9 بجے نائب امیر، قائم مقام نائب امیر اور ناظم اعلیٰ سے آن لائن میٹنگ کی۔ قرآن اکیڈمی، ڈیفنس کراچی میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔ بعد نماز عصر ایک مسجد میں دو نکاح پڑھائے۔

ہفتہ (28-اکتوبر) کی صبح دو احباب سے ملاقاتیں کیں۔

اتوار (29-اکتوبر) صبح ناظم اعلیٰ اور نائب ناظم اعلیٰ کے ہمراہ حلقہ بلوچستان کے دورہ کے لیے بذریعہ ائیر لائن کراچی سے کوئٹہ روانگی ہوئی۔ پریس کلب کوئٹہ میں ''تصورِ اُمت، مقصدِ پاکستان اور ہماری ذمہ داریاں'' کے موضوع پر اجتماع عام سے خطاب کیا۔ خطاب کے بعد سوال وجواب بھی ہوئے۔ اس کے بعد مقامی تنظیم کوئٹہ جنوبی کے دفتر واقع ارباب کرم خان روڈ پر رفقاء کے ساتھ ظہرانہ اور سوال وجواب کی نشست ہوئی۔ پھر مبتدی وملتزم رفقاء نے بیعت کی۔ آخر میں حلقہ کی شوریٰ سے مختصر تعارف کے بعد سوال وجواب کی نشست ہوئی۔ جو نماز عشاء پر اختتام پذیر ہوئی۔ ملتزم رفیق محمد شعیب علی کے گھر پر عشایئے میں شرکت کی۔ رات وہیں پر قیام کیا۔

پیر (30-اکتوبر) کو قرآنی نصاب کے حوالے سے مصروفیت رہی۔ 11:30 بجے سے 02:30 بجے تک مقامی تنظیم کوئٹہ جنوبی کے دفتر میں کچھ نوجوان علماء کرام سے ملاقات ہوئی۔ سہ پہر 04 بجے دو نوجوان احباب سے ملاقات ہوئی۔ دونوں احباب نے کچھ سوالات وجوابات کے بعد امیر محترم سے بیعت مسنونہ کی۔ جامعہ مطلع العلوم (حافظ حسین احمد صاحب کے زیر اہتمام) میں سورۃ التوبہ کی آیات 111 و 112 کے حوالے سے ''اعلیٰ ترین سودا'' کے موضوع پر مغرب سے عشاء تک خطاب ہوا۔ بعد نماز عشاء جامع غوثیہ میں 12 ربیع الاوّل (مستونگ، کوئٹہ) کے شہداء کی تعزیت کے لیے جانا ہوا۔ مقامی تنظیم کوئٹہ شمالی کے رفیق عدیل افتخار صاحب کے گھر میں عشائیہ کا اہتمام تھا۔ رات امیر حلقہ کی رہائش گاہ پر قیام رہا۔

منگل (31-اکتوبر) کی صبح بعد نماز فجر کوئٹہ سے کراچی کے لیے واپسی ہوئی۔

بدھ (یکم نومبر) گلشن معمار کراچی میں انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی کے زیر اہتمام ایک مسجد کی تعمیر کے آغاز پر تقریب منعقد ہوئی، جس میں ''مسجد اور قرآن'' کے تعلق کے حوالے سے گفتگو ہوئی۔ رات کو لاہور آنا ہوا۔ قائم مقام نائب امیر سے مسلسل آن لائن رابطہ رہا۔


## ضرورت رشتہ

☆ لالہ موسیٰ میں رہائش پذیر، رفیقہ تنظیم کی دو بیٹیاں، ایک کی عمر 26 سال، تعلیم ایم فل سائنس، اور دوسری بیٹی 21 سال، تعلیم ایف اے (حجامنٹ) شرعی پردہ کی پابند کے لئے دینی، باشرع اور تعلیم یافتہ لڑکوں کا رشتہ درکار ہے۔ خواہشمند لاہور، کراچی کے رہائشی ہوں (سادگی سے شادی کو ترجیح دیں)

برائے رابطہ: 03246907141

(واٹس ایپ پر میسج کریں)

اشتہار دینے والے حضرات نوٹ کرلیں کہ ادارہ ہذا صرف اطلاعاتی رول ادا کرے گا اور رشتہ کے حوالے سے کسی قسم کی ذمہ داری قبول نہیں کرے گا۔

## مسلمان ممالک جب تک متحد ہو کر غزہ کے مسلمانوں کی مدد کے لیے عملی اقدامات نہیں کریں گے، چین یا روس سے امید لگانا خام خیالی ہے: ایوب بیگ مرزا

## احادیث کے مطالعہ سے یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ بالآخر دنیا کے خاتمے سے قبل کل روئے ارضی پر اسلام غالب ہو کر رہے گا البتہ اس سے پہلے عالم اسلام بُری طرح زیرِ عتاب رہے گا۔ آصف حمید

## نجی اور ریاستی دونوں سطح پر فلسطین کی عسکری تعاون سمیت ہر طرح کی مدد کرنا او آئی سی کے مینڈیٹ میں شامل ہے: رضاء الحق

# اسرائیل فلسطین کی جنگ کا انجام کیا ہوگا؟ کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

**سوال:** اسرائیل نے تقریباً ایک ماہ سے غزہ پر قیامت ڈھادی ہے اور مظالم کی انتہا کر دی ہے۔ یونیسف کی تازہ ترین رپورٹ کے مطابق ہر دس منٹ کے بعد ایک بچہ شہید ہو رہا ہے۔ یہ مظالم کہاں تک جا کے رکیں گے۔ اسرائیل کی اینڈ گیم کیا ہے؟

**ایوب بیگ مرزا:** تقریباً ایک ماہ ہو چلا ہے اس درندگی کو جو اسرائیل نے شروع کر رکھی ہے اور غزہ پر یقیناً قیامت ڈھادی ہے اور مغربی کنارے پر بھی سینکڑوں فلسطینی شہید ہو چکے ہیں۔ End game سے بات کا آغاز کروں تو جسے وہ اپنا مسیحا کہتے ہیں اور ہم دجال کہتے ہیں اسے انہوں نے عالمی بادشاہت کے لیے بٹھانا ہے یہ ان کا آخری ہدف ہے اور اس کے تحت ایک عالمی شہنشاہیت قائم کرنا ہے۔ یہ ان کا مقصد ہے۔ ہوگا وہ جو اللہ چاہے گا، اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے یہودیوں نے کئی مراحل طے کرنے ہیں۔ اس میں ان کے کئی مراحل ہیں۔ اس میں آرمیگاڈان ہے۔ پھر وہ اس کے ذریعے گریٹر اسرائیل حاصل کریں گے۔ پھر وہ third temple بنائیں گے۔ اور پھر وہ تخت داؤدی ہے اس پر بیٹھ کر ان کے مسیحا نے حکومت کرنی ہے۔ ان کا پورا ایک نظریہ ہے کہ انہوں نے یوں کام کا آغاز کرنا ہے یہ مراحل طے کرنے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں یہ ہمارے بعض مسلم رہنماؤں اور مسلم سکالرز کی بہت بڑی غلط فہمی ہے کہ اگر ہمارا اظہار پُرامن طریقے سے ہو یعنی ہم سمجھوتا کریں اور ہم اس طرح کے کام نہ کریں جس طرح کے حماس نے کیا ہے تو بڑا اچھی طرح معاملہ چل سکتا ہے۔ یہ بھول جاتے ہیں کہ یہ ان کے ایمان کا حصہ ہے کہ مسیحا کو تخت داودی پر بٹھانا اور اس کے لیے انہوں نے یہ سارے مراحل طے کرنے ہیں اور اس کے لیے کہیں انہیں پیار محبت سے کرنا پڑے، کہیں مذاکرات کرنے پڑیں، کہیں پیغامات کا تبادلہ کرنا پڑے اور کہیں جنگ و جدل کرنا پڑے وہ ہر طریقہ اپنائیں گے۔ وہ اپنے اس ہدف سے کسی طور پر نہیں ہٹیں گے کہ انہوں نے اپنے مسیحا کو یہ درجہ دینا ہے۔ لہٰذا ہم مسلمانوں کو یہ بات ذہن میں رکھ کر ان سے معاملات کرنا چاہیے کہ وہ بالآخر یہ چاہتے ہیں اور آپ کو معلوم ہے

مرتب: مرتضیٰ احمد اعوان

کہ ان کے گریٹر اسرائیل میں صحرائے سینا کا ایک حصہ، مدینہ منورہ کا ایک حصہ اور عراق بھی آتا ہے جب تک وہ اس کو حاصل نہیں کرے گا وہ اپنے اس مذہبی عقیدے پر عملی جامہ کیسے پہنائے گا۔ لہٰذا اس کا ایک ہی حل ہے کہ ہم مسلمان اس کے اس ہدف کے راستے میں رکاوٹ بنیں۔

**آصف حمید:** احادیث کے حوالے سے بھی یہ بات سامنے آتی ہے کہ اینڈ گیم تو اصل میں اسلام کا بول بالا ہی ہے اور دنیا کے خاتمے سے قبل کل روئے ارضی پر اسلام کا پرچم سربلند ہوگا، ان شاء اللہ! احادیث میں ہی آتا ہے کہ دجال کا مقابلہ بھی مسلمان کریں گے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مل کر اور یہودی دجال کے پیروکار ہیں اور اسی کے ساتھ ان کو اللہ تعالیٰ نیست و نابود کرے گا۔ یہودی سب سے پہلے تو یہ چاہتے ہیں کہ اسرائیل ہر طرح کے غیر اسرائیلیوں سے پاک ہو جائے۔ حالیہ یو این او کا اجلاس ہوا اس میں نیتن یاہو نے جو نقشہ دکھایا تھا اس میں کہیں فلسطین کا وجود نہیں تھا۔ وہ نقشہ ٹوٹل اسرائیل دکھا رہا ہے جس میں غزہ اور ویسٹ بینک بھی شامل ہے تو ان کا پہلا قدم یہ ہے کہ ایک دفعہ ہم یہ کام تو پہلے پوری طرح کر لیں۔ گریٹر اسرائیل کا نقشہ پچھلے کئی دہائیوں سے منظر عام پر آیا ہوا ہے۔ سابق امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کی طرف سے جو ابراہام ایکارڈ آیا تھا اس کے اندر بھی جو package دیا جا رہا تھا وہ یہی تھا کہ یہاں سے فلسطینی اپنا گھر بار چھوڑیں ان کو ہم کسی اور جگہ آباد کرتے ہیں اور وہاں universities بھی ہوں گی اور امن بھی ہوگا اور تمام ٹیکنالوجی دے دیں گے اسرائیل کے لیے خالی کر دیں۔ فلسطینیوں نے اس کو مسترد کیا کہ ہم نہیں کریں گے ظاہری بات ہے مذہبی دینی جذبات بیت المقدس کے ساتھ وابستہ تھے۔ اسرائیل کو لگتا ہے اس معاملے میں ایک موقع مل گیا ہے۔ جو بھی واقعات ہوئے کہ حماس نے حملہ کیا ظاہری بات ہے حماس اور فلسطینی بھی تنگ آئے ہوئے ہیں روز روز کا ظلم و ستم جو اسرائیل کی طرف سے ہو رہا ہے۔ پھر پوری دنیا کے مسلمان اس پر خاموش تھے یعنی انہوں نے یہ دیکھا کہ یہ تو ایک نارم بن گیا کہ ہم مرتے ہیں کچھ بھی نہیں ہوتا تو لہٰذا انہوں نے ایک initiative لیا لیکن اس کے counter کے طور پر جو ہو رہا ہے بظاہر ایسا محسوس ہوتا ہے اور کہ اسرائیلی اس جگہ کو خالی کروا کے غزہ پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں اور وہ فلسطینیوں کو بسنے نہیں دیں گے۔ بہر حال یہ کھیل تو انہوں نے کی ہے۔ لیکن وہ اپنی کھیل میں پوری طرح کامیاب نہیں ہوں گے کیونکہ ایک اللہ تعالیٰ کی بھی تدبیر چل رہی ہے کہ اس پورے واقعے نے پوری دنیا کے مسلمانوں اور بہت بڑی تعداد میں غیر مسلموں کے دل میں اسرائیل کے لیے نفرت پیدا

کر دی ہے جو اسرائیل شاید نہیں سوچ پایا تھا جس طرح کی تصاویر غزہ میں شہید کیے جانے والے بچوں کی آ رہی ہیں وہ ظاہر کر رہی ہیں کہ اب اسرائیل اور اسرائیلیوں کا مقام جو کبھی west میں تھا تو اب کم از کم اس کو humanitarian level کے اوپر ضرور condemn کیا جائے گا الا یہ کہ جو بے ایمانی کے ساتھ اسرائیل کے ساتھ کھڑے ہوئے ہوں۔ پھر مسلمان عوام میں اب اسرائیل کے خلاف جذبات بہت بھڑک چکے ہیں اگر اسرائیل آگے بڑھتا چلا گیا تو پھر عوام بڑی تعداد میں نکلیں گے اور یہ معاملات جوں جوں آگے بڑھیں گے یہ چیزیں اسرائیل کے لیے دنیاوی لحاظ سے مشکلات پیدا کریں گے۔

**سوال:** وہاں پر نیتن یاہو کی پوری حکومت، یہاں تک کہ ان کے مذہبی رہنما بھی فلسطین سے مسلمانوں کو خالی کروانا چاہ رہے ہیں اور وہاں پر اپنی حکومت قائم کرنا چاہ رہے ہیں۔ یہ جو حالیہ جارحیت چل رہی ہے کیا یہ سات اکتوبر کے واقعات کا ردعمل ہے یا یہ سب کچھ پہلے سے پلان کا حصہ تھا؟

**رضاء الحق:** غزہ سے مسلمانوں کو نکال کر مصر یا کسی اور جگہ آباد کرنا یہ 2006ء سے ہمارے سامنے ان کا منصوبہ موجود ہے۔ اسرائیل کا معروف تاریخ دان ایلان پاپائی نے 2006ء میں ایک کتاب لکھی:

"Ethnic Cleansing of Palestine"

یعنی اس نے فلسطین کی نسل کشی اور ان کو وہاں سے نکال باہر کرنے کا پورا ایک اسرائیلی منصوبہ بیان کیا۔ پھر ابھی حال ہی میں اسرائیل کے قومی سلامتی کے وزیر جنرل ایلیز روز بام نے اس چیز کا تذکرہ کیا کہ صہیونی reservist (یعنی وہ آباد کار جو فوج کا حصہ ہیں) میں تین لاکھ کو موبلائز کر دیا گیا ہے ایک لاکھ غزہ کے محاصرے میں اس وقت باقاعدہ حصہ لے رہے ہیں اور پھر سوشل میڈیا کے اوپر کچھ posts بھی آئیں کہ ان کو اسرائیلی فوج کے حکام اسلحہ تقسیم کر رہے ہیں۔ ابھی اسرائیل نے وہاں پر زمینی فوجی کارروائی شروع نہیں کی لیکن بہرحال وہاں پر چھاپے مار رہے ہیں۔ جو فضائی حملے ہیں وہ علیحدہ ہیں جو مغربی کنارہ ہے وہاں بھی تقریباً اب تک دو سو کے قریب فلسطینیوں کو شہید کیا جا چکا ہے۔ یہ آباد کار ہی کر رہے ان کے معروف ربائی مائنس فریڈ مین اور دیگر مذہبی رہنماؤں کی سوچ یا نظریات کو دیکھیں تو اس کے مطابق فلسطینی انسان نہیں ہیں انسان نما حیوان ہیں اور یہ آپ کو تلمود اور تحریف شدہ تورات میں بھی یہی نظر آتا ہے نیتن یاہو نے یہ بھی کہا کہ ہماری جنگ "childern of light against childern of darkness" ہے۔ باقاعدہ بچوں کا ذکر کیا اور بچوں کی کس بڑی تعداد میں 2000ء سے لے کے 2016ء تک اسرائیل بمباری کر کے وحشیانہ طور پر شہید کر چکا ہے۔ یہ سات اکتوبر سے بہت پہلے کی بات ہے۔ اسرائیل کے جتنے آپ کو وزیر اعظم نظر آتے ہیں ان سب نے باقاعدہ فلسطینی مسلمانوں کی نسل کشی کا بحیثیت وزیر اعظم بھی پرچار کیا، اپنے mission کو آگے بڑھایا۔ اُن کی اپنی ideology ہے اس کو آگے بڑھایا۔ جو انتفادہ الاقصیٰ ہے تقریباً 2000ء کے بعد اس کا آغاز ہوا۔ اس وقت سے لے کے 2016ء کی مارچ تک تقریباً ڈھائی ہزار بچوں کو شہید کیا جا چکا ہے تیرہ ہزار سے زائد کو زخمی کیا گیا تقریباً ساڑھے پانچ سو کے قریب اپنی جیلوں میں قید کیا گیا اور مرد، عورتیں اور بوڑھے تو اس کے علاوہ ہیں۔ اسرائیل نے 2006ء میں لبنان پر حملہ کیا تو حزب اللہ نے بہرحال اچھا جواب دیا اور اسرائیلی مار کھا کے روتے ہوئے واپس آ رہے تھے۔ لیکن بہرحال اسرائیل نے 2007، 2009، 2015، 2016، 2017، 2020، 2021 اور اب 2023ء میں غزہ پر حملے کیے اور ساڑھے آٹھ ہزار سے زیادہ لوگوں کو شہید کیا۔ پچاس سے ساٹھ فیصد عمارتیں تباہ کیں۔ جن میں ستر فیصد بچے اور عورتیں ہیں پھر اسرائیلی فلسطینیوں کو غزہ بدر کر کے صحرائے سینا کے کیمپوں میں جا کے قید کرنا چاہ رہے ہیں۔ وہ بھی ایک قید خانہ ہوگا۔ ابھی مصر اس کو resist کر رہا ہے، اس کی ایک بنیادی وجہ بھی سمجھ لیں۔ ایک تو وہ کہتا ہے کہ بلاوجہ لوگ ہمارے پاس آئے ہیں پناہ گزین، ہم ان کو کیوں host کریں۔ بہرحال ہمارے مسلمان ممالک کا ایک المیہ ہے کہ ان کے اندر اُمت کا درد ختم ہوتا جا رہا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ حماس کے بارے میں خاص طور پر جب حماس 1987ء میں قائم کی گئی تھی تو الاخوان کے ساتھ اس کے کچھ تانے بانے تھے تو مصر کو وہ بھی ایک خطرہ ہے کہ حماس اخوان کی ساتھی ہے اور جنرل سیسی تو الاخوان کے صدر مرحوم محمد مرسی کا تختہ الٹ کے آیا ہوا ہے۔ یعنی ان کو اپنے اقتدار کی فکر اور یہی آپ کو تمام مسلمان ممالک میں کم و بیش دکھائی دیتا ہے۔

**سوال:** ایک مہینہ ہو چکا ہے تقریباً اسرائیل کی جارحیت جاری ہے۔ یو این او کا کردار کیا ہے؟ اس کی سکیورٹی کونسل آج تک ایک قرارداد اسرائیل کے خلاف منظور نہیں کروا سکی۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

**ایوب بیگ مرزا:** ویسے تو دنیا کی تاریخ میں ہمیشہ ہی جسے کہتے ہیں: "might is right" کہ طاقت ہے وہی ٹھیک ہے وہی سچ ہے۔ اس کی جھلک تو دنیا کی تاریخ میں ہر سطح پہ نظر آتی ہے کہ بڑا طاقتور ملک چھوٹے ملک پر حملہ کر دیتا ہے۔ ایسا ہوتا رہا ہے لیکن خود مغرب والوں نے ہی ایسے ادارے بنائے، پہلے اپنے ملک کے اندر بنائے کہ تمام معاملات قانون اور ضابطے کے مطابق چلیں، پھر انہیں عالمی سطح پہ وہ لے آیا کہ ہر چیز کے لیے ضابطے ہوں اور معاملات بجائے طاقت کے ضابطے کے تحت چلیں، یہ چیز مغربی ممالک نے داخلی سطح پر تو دیانتداری سے کی۔ لیکن جو انہوں نے عالمی ادارے بنائے۔ انہوں نے بہت بڑی ڈنڈی ماری اور مار رہے ہیں وہ ان اداروں کو خالصتاً اپنے مفادات کے مطابق استعمال کیا۔ اگرچہ یہ ویٹو کا مسئلہ اور سکیورٹی کونسل کا مسئلہ اب ان کے گلے کی ہڈی بنا ہوا ہے کیونکہ روس اور چین بھی ہیں اور وہ بھی بعض اوقات امریکہ اور یورپ کے کسی مفاد کے خلاف ویٹو کر دیتے ہیں لیکن وہاں شروع میں انہوں نے رکھا ہی اس لیے تھا تاکہ مغربی ممالک اور امریکہ اپنے مقاصد کے مطابق کام کر سکیں۔ انہوں نے ہمیشہ سلامتی کونسل کی ایسی قرارداد کو ویٹو کر دیا جو ان کے ملکی مفادات کے مطابق نہ تھا اس کا کوئی تعلق اس سے نہیں حق اور سچ کیا ہے۔ اب تو یہ حالت بن گئی ہے کہ یہ عالمی ادارے اقوام متحدہ، یونیسیف سکیورٹی کونسل، جنرل اسمبلی وغیرہ سب ان کے غلام ہیں۔ وہ ان کے اشارے پر چلنے پر مجبور ہیں۔ ان کا خرچ سب انہوں نے اٹھایا ہوا ہے اور ان کو اپنے مفادات کے مطابق چلاتے ہیں۔ مثال کے طور پر یہ غزہ میں جو معاملہ ہو رہا ہے یہ آپ دیکھیے گا اس وقت تک سکیورٹی کونسل کوئی جنگ بندی کی قرارداد منظور نہیں کرائے گی جب تک غزہ میں فلسطینیوں کی قوت کو ملیامیٹ نہیں کر دیں گے۔ جب یوگوسلاویہ کے ٹکڑے ہوئے تو کیا ہوا جب تک مسلمانوں کے ساتھ شدید ظلم ہوتا رہا تو صرف ہمدردیاں دکھائی جا رہی تھیں۔ جب دیکھا کہ جتنا ہم چاہتے تھے کر چکے ہیں تو پھر اس کے مطابق ایسی قرارداد لے کے آئے جس کے تحت قتل و غارت بند ہو جائے۔ سکیورٹی کونسل کی ان کے ضابطے کے تحت کوئی حیثیت ہے لیکن جنرل اسمبلی کی تو بس ایک محض قرارداد ہوتی ہے جو پاس ہو جاتی ہے جس کا آپ سمجھ لیں کہ تھوڑا سا اخلاقی دباؤ ہوتا ہے لیکن وہ نافذ نہیں کی جا سکتی، اصل مسئلہ ہوتا ہے سکیورٹی کونسل کا اور اسرائیل کا معاملہ یہ ہے کہ وہ سکیورٹی کونسل کو بھی جوتی کی نوک پر

رکھتا ہے۔ آپ نے دیکھا کہ اس نے اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل سے کہا ہے کہ استعفادو تم نے غزہ کے حق میں بیان دیا ہے تو کہنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ حکم جاری کرتے ہیں وہ ان اداروں کے پیچھے چھپ کر وہ حکم جاری کرتے ہیں اور اپنے مفادات کے تحت دنیا کو چلاتے ہیں۔

**سوال:** یو این او کی جنرل اسمبلی نے انسانی بنیادوں پر ایک قرارداد بھاری اکثریت سے منظور کروائی ہے۔ جس میں ایک سو بیس ممالک نے اس کے حق میں ووٹ دیا ہے، چودہ نے اس کی مخالفت کی ہے، پینتالیس ممالک نے حصہ نہیں لیا۔ لیکن پھر بھی یہ قرارداد بہر حال منظور ہوئی ہے۔ کیا اس کی کوئی اہمیت ہے؟

**آصف حمید:** اس قرارداد کی اگر اہمیت ہوتی تو کچھ نہ کچھ اس کے مطابق کوئی عمل درآمد ہوتا۔ اس قرارداد کی اہمیت وہی ہے کہ یہ پاس ہو گئی ایک کارروائی ڈالی گئی۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج تک اقوام متحدہ یا سیکیورٹی کونسل نے کوئی بھی ایسا فیصلہ یا ایسا کام نہیں کیا جو مسلمانوں کے مفاد کا ہو۔ آپ کو پتہ ہے کہ سب سے بڑی بے ایمانی یہ ہے کہ اس میں کچھ ممالک کو ویٹو کا حق دیا گیا ہے۔ اب کوئی بھی ظلم کرے اور دوسرا اس کو ویٹو کر کے اس کے حق میں چلا جائے۔ ظلم کے خلاف کوئی قرارداد ہو تو وہ رد ہو جاتی ہے۔ تو اس کے پورے ڈیکورم کی بنیاد ہی بے ایمانی پر ہے جو بڑی طاقتوں کے اصولوں کے مطابق چل رہی ہے۔ ہماری آنکھیں کھل جانی چاہیے کہ اصل میں تو مسلمان ممالک کی اقوام متحدہ ہونی چاہیے تھی۔ ان کی ہے بھی تو وہ بیچاری او آئی سی کے نام سے ہے لیکن اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ مسلمان ممالک کے جو حکمران ہیں وہ بھی اکٹھے ہو کر اسرائیل کے خلاف کوئی عملی اقدام کرنے کو تو بالکل بھی تیار نظر نہیں آتے۔ پانچ قراردادیں اور بھی آجائیں گی تو اس سے اسرائیل کو فرق نہیں پڑ رہا۔ اس نے بڑی محنت کی ہے اپنے آپ کو کھڑا کرنے میں اور پھر وہ ایک بہت بڑے درندے کے اوپر سوار ہیں جس کو امریکہ کہتے ہیں اس کو اس لحاظ سے ان چیزوں کی کوئی پرواہ نہیں۔

**سوال:** یو این او میں پاکستان کے مستقل مندوب منیر اکرم صاحب نے اسرائیلی جارحیت کے خلاف ایک بڑی بھرپور تقریر کی ہے اور پاکستان کا موقف بڑے واضح انداز میں پیش کیا۔ اسرائیلی جارحیت کے خلاف پاکستان کو مزید کیا اقدامات کرنے چاہیے؟

**رضاء الحق:** پاکستان کے مستقل مندوب منیر اکرم صاحب نے بہت کھل کر صہیونی ریاست کو ہدف تنقید بنایا اور ساتھ کینیڈا کو بھی، کیونکہ اس سے پہلے کینیڈا کی تقریر تھی اس میں اسرائیل کے لیے ہمدردی تھی تو ہمارے مندوب نے اس کی مذمت کی اور کہا کہ آپ کو غیر مصدقہ خبروں کے مطابق اسرائیلی بچوں کی ہلاکت پر تو افسوس ہے لیکن دوسری طرف جو غزہ کے اندر تقریباً ساڑھے چار پانچ ہزار بچوں کو اور عورتوں کو شہید کیا جا چکا ہے اس کا کوئی تذکرہ نہیں ہے۔ یہ کیسا دہرا معیار ہے، یہ کون سا انصاف ہے جس کی آپ بات کر رہے ہیں۔ اور پھر انہوں نے باقاعدہ یہ کہا کہ اصل میں گناہ ازلی حماس کا حملہ نہیں ہے یہ تو 1948ء میں اسرائیل کا فلسطینی پر قبضہ کرنا ہے۔ وہ قبضہ جو کہ دھونس اور دھاندلی کے ساتھ کیا گیا۔ عام طور پہ کہا جاتا ہے کہ او آئی سی سے اگر یہ مطالبہ کیا جائے کہ وہ مالی، سفارتی اور عسکری امداد کرے تو یہ کوئی سوچ بھی نہ اور اس کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ یہ تو بڑی غیر منطقی سی بات ہے اور یہ بین الاقوامی تعلقات کے بھی خلاف بات جاتی ہے اور یہ بچگانہ سی بات ہے آپ کو شاید یہ سن کے حیرت ہوگی نجی اور ریاستی دونوں سطح پہ فلسطین کی عسکری اور فوجی امداد کرنا او آئی سی کے مینڈیٹ میں شامل ہے اور اس کے چارٹر میں باقاعدہ یہ تحریر ہے کہ او آئی سی کے قیام کا مقصد یہ ہے:

1۔ مسجد اقصیٰ کو جو شہید کرنے کی کوشش کی گئی تھی اس کو دہرایا نہ جائے۔

2۔ جتنے مقدس مقامات ہیں ان کی حفاظت کی جائے۔

3۔ فلسطینیوں کی جدوجہد میں معاونت کرنا ان کے حقوق اور ان کی آزادی کی جدوجہد کی کامیابی کے لیے عسکری تعاون سمیت ہر ممکن مدد کرنا۔

او آئی سی کے چارٹر میں کوئی دو ریاستوں کا تذکرہ نہیں ہے وہ صرف ایک ریاست کو تسلیم کرتا ہے وہ ہے فلسطین۔ اب یہاں سے اندازہ لگائیں کہ جو او آئی سی کا صدر دفتر یعنی جنرل سیکرٹریٹ ہے اس کی اصل جگہ یروشلم ہے اور ساتھ یہ لکھا گیا ہے کیونکہ وہاں پہ صہیونیوں کا قبضہ ہے تو ہم اس کو وقتی طور پہ جدہ میں منتقل کر رہے ہیں۔ لیکن ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات کے مصداق ہم اس پر عمل نہیں کر پار ہے ہیں۔ 1924ء کے بعد آج تک ہم مار ہی کھاتے جا رہے ہیں۔ اٹھ کر اپنی حفاظت کرنا، مسلمانوں اور ان کے مفادات کا تحفظ کرنا، اپنے قبلہ اول کا تحفظ کرنا یہ ہمارے لیے شجر ممنوعہ بن گیا ہے۔ ہم اس کی طرف جانا نہیں چاہتے اس خوف سے کہیں امریکہ ناراض نہ ہو جائے۔ ہم پر حملہ نہ کر دے۔ کچھ دن پہلے اردن جس کے اوپر اسرائیل نے حملہ کر کے 1967ء میں اس کا علاقہ قبضہ کیا ہوا ہے، اس نے امریکہ سے درخواست کی ہے کہ مجھے پیٹریاٹ اور ایرو میزائلز دو تاکہ اسرائیل سے آنے والے میزائلز سے میں اپنے آپ کو بچا سکوں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون! یعنی آپ اس امریکہ سے مانگ رہے ہیں جو اسرائیل کا پکا ساتھی ہے۔ بہر حال یہ تو ہمارا المیہ ہے۔

**سوال:** جس طرح اسرائیل کی امریکہ اور اس کے دیگر اتحادی یورپی اقوام اور برطانیہ حمایت کر رہے ہیں۔ اسی طرح دوسرا دھڑا روس اور چین بھی ان قراردادوں کو ویٹو کر رہے ہیں۔ کیا صرف یہ ویٹو کرنا ہی کافی ہے یا اس سے بھی کچھ آگے اقدامات ہونے چاہییں؟

**ایوب بیگ مرزا:** وہ انگریزی میں ہے:

"God helps those who help themselves"

جب تک قوم خود اپنے لیے کچھ نہیں کرے گی کوئی دوسرا اس کے لیے کچھ نہیں کرے گا۔ اسرائیل اور امریکہ پر بھی یہ بات منطبق ہوتی ہے۔ کہ اسرائیل نے خود کتنی طاقت حاصل کی ہے۔ اس نے اپنے تمام شہریوں کو کس طرح فوجی ٹریننگ دی ہوئی ہے۔ کس طرح اسلحہ اکٹھا کیا ہوا ہے۔ ایک مثال دے دیتا ہوں اسرائیل اور امریکہ کا ایک سودا چل رہا تھا تو اسرائیل کی کابینہ نے اس سودے کو گولڈا میئر کی صدارت میں مسترد کر دیا کہ بہت بڑا سودا ہے ہم اس کی ادائیگی نہیں کر سکیں گے۔ اگلی صبح گولڈا میئر امریکی وفد کو فون کرتی ہے اور کہتی ہے میرے گھر پر آؤ دشمن سے بھی سبق حاصل کرنے میں حرج نہیں۔ امریکی وفد میں تقریباً ایک درجن افراد تھے۔ اس نے پانچ کو اندر چائے کے لیے بلایا کہ میرے گھر میں اس سے زیادہ کی گنجائش نہیں۔ بہر حال ان کو کہا کہ جس ڈیل کو میری کابینہ نے ریجیکٹ کیا تھا میں اسے قبول کرتی ہوں۔ ہم وہ سودا کریں گے۔ ہم وہ اسلحہ خریدیں گے۔ تو اسے سوال کیا گیا یہ بات تمہارے دماغ میں کیسے آئی؟ اس نے کہا کہ جب میں نے سیرت نبویؐ کا مطالعہ کیا تو مجھے یہ معلوم ہوا کہ نبی اکرم (ﷺ) جب اس دنیا سے چلے گئے تو گھر میں اناج وغیرہ تو کچھ نہیں تھا لیکن گھر میں تو تلواریں تھیں۔ اس سے میرا ذہن اس طرف گیا کہ اصل شے تو اسلحہ ہے۔ گویا اسرائیل کی اگر امریکہ مدد کر رہا ہے تو اسرائیل نے خود بھی بہت کچھ کیا ہے۔ اب امت مسلمہ خود کچھ نہ کرے۔ امت مسلمہ او آئی سی کا سربراہی اجلاس تو نہ سہی وزرائے خارجہ کا اجلاس بھی نہ بلا سکے۔ اور روس اور چین دور سے آکر ان کی مدد کریں۔ پھر آپ کو جیت دلائیں گے۔ پھر آپ کو فتح دلائیں گے۔ یہ نہیں ہوتا دنیا میں۔

پہلے آپ کو کچھ بننا پڑے گا۔ اپنے بازو میں طاقت دکھانی پڑے گی۔ آپ کو بتانا پڑے گا کہ ہم یہ ہیں۔ کوئی آپ کے لیے اس طرح نہیں لڑے گا کہ اپنا نقصان کر لے۔ ظاہر ہے اگر روس اور چین جنگ میں کودتے ہیں تو کیا وہ نقصان سے بچ جائیں گے اور ہم کچھ کر ہی نہ رہے ہوں بیٹھے ہوں۔ تو لہٰذا اصل جرم خود امت مسلمہ کا ہے۔ اگر آج ہم کسی قوت کا مظاہرہ کریں۔ مثال کے طور پر آج امت مسلمہ کے 57 ممالک چلو جنگ نہیں کر سکتے۔ یورپ اور امریکہ کے ساتھ یہ اعلان کر دیں کوئی ملک ان کے ساتھ تجارت نہیں کرے گا۔ جس ملک نے اسرائیل کی مدد کی تو کل صبح یورپ مسلمانوں کے قدموں میں گر جائے گا۔ امریکہ نہ سہی امریکہ کو شاید اتنا اثر نہیں ہوگا۔ لیکن ہم میں اتنی بھی ہمت نہیں ہے، یہ بھی نہ کریں اور روس و چین اٹھ کر آجائیں ہمارے لیے لڑنے کے لیے۔ یہ خام خیالی ہے، کوشش کر کے خود کچھ کرنا پڑے گا۔

**سوال:** اسرائیلی مظالم کے خلاف پوری دنیا میں مظاہرے ہو رہے ہیں۔ ترکی میں بھی بہت بڑا مظاہرہ ہوا ہے جس کو طیب اردگان صاحب نے لیڈ کیا ہے۔ فلسطینیوں کے ساتھ یکجہتی کا مظاہرہ کیا جا رہا ہے۔ پاکستان میں جماعت اسلامی اسلام آباد ایک اسی طرح کا پُرامن مارچ کا آغاز کرتی ہے تو حکومت وقت اس پر دفعہ 144 کی آڑ میں ایکشن لیتی ہے اور گرفتاریاں، آنسو گیس اور لاٹھی چارج کرتی ہے۔ پاکستان میں پُرامن مظاہروں پر پابندی لگوانے والا کون ہے؟

**آصف حمید:** حکومت پاکستان کا official بیان آیا ہے جو UNO کے اندر ہے۔ وہ ایک بہت قابل قدر بیان ہے۔ جلسے جلوس ایک طرح سے عوام کا غیظ وغضب نکالنے کا ذریعہ ہوتے ہیں، اس کے علاوہ اس کا کوئی اثر ان ممالک پر نہیں پڑتا۔ یقیناً آواز اٹھانی چاہیے سوشل میڈیا پر اٹھائیں، لیکن اصل چیز یہ ہے کہ عملی کام ہم کیا کریں۔ یہودیوں کا ایک نظریہ ہے، ان کا ایمان ہے جس پر وہ چل رہے ہیں تو ہمارا ابھی تو ایک ایمان ہے کہ اللہ نے حکم دیا: ''اور تیار رکھو اُن کے (مقابلے کے) لیے اپنی استطاعت کی حد تک طاقت اور بندھے ہوئے گھوڑے (تاکہ) تم اس سے اللہ کے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو ڈراسکو اور کچھ دوسروں کو (بھی) جو ان کے علاوہ ہیں' تم انہیں نہیں جانتے' اللہ انہیں جانتا ہے۔'' اور جو کچھ بھی تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے اس کا ثواب پورا پورا تمہیں دیا جائے گا اور تم پر کوئی زیادتی نہیں ہوگی۔'' (سورۃ الانفال:60)

ہمارے ہاں تیاری کوئی بھی نہیں کر رہا۔ اسرائیل کا ہر نوجوان لڑکا یا لڑکی ایک reserve فوجی ہے۔ اس کی تربیت کی گئی ہے اس کو بتایا گیا ہے کہ جب جنگ ہوگی تم نے فلاں جگہ رپورٹ کرنا ہے۔ ہمارے ہاں بھی پہلے کالجوں میں 15، 20 دن کی ٹریننگ ہوتی تھی این سی سی کے نام پر، پندرہ بیس دن ہم فوج کے ساتھ گزارتے تھے۔ اور کچھ نہ کچھ باتیں جان لیتے تھے وہ ٹریننگ مشرف صاحب نے روشن خیالی اور سب سے پہلے پاکستان کے نام پر ختم کرائی تو یہ ہم نے تو اپنے ساتھ سلوک کیا۔ ہم نے اپنی قوم کو فلموں، ڈراموں، ناچ گانوں اور فحاشی کا عادی بنایا۔ یہ فحاشی اور بے حیائی سب سے پہلے آپ کی غیرت اور جھجک ختم کرتی ہے۔ اصل بات تو یہ ہے کہ کیا ہماری زندگیوں میں کوئی تبدیلی آئی۔ کیا ہم نے اپنے بچوں کو کچھ بتانا شروع کیا کہ مسئلہ فلسطین کیا ہے اور غاصب صہیونی کون ہیں؟ ہم تو منبر ومحراب سے بھی یہ بات نہیں بتاتے کہ ہمارا دشمن کون ہے؟ این جی اوز جن کو کروڑوں ڈالر باہر سے آرہے ہیں، یہ کہاں ہیں؟ اسرائیل کے مظالم ان کو نظر نہیں آرہے۔ حالانکہ اسلام کے خلاف بات کرنی ہو تو فوراً پھدک کے مینڈکوں کی طرح باہر نکل کے آجاتے ہیں۔ اور موم بتیاں لے کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ان کو نظر نہیں آ رہا کس قدر بچے اور عورتیں شہید ہو رہے ہیں۔ ہمیں تو اصل میں تو کام یہ کرنا چاہیے کہ ہم اپنے اندر کوئی تبدیلی لے کے آئیں، اپنے اداروں کو مضبوط کریں، اپنے ملکوں کو مضبوط کریں، نعرے مارنے سے تو کوئی چیز فتح نہیں ہوتی۔ اگر ہم اس طرح پاؤں پر پاؤں رکھ کر بیٹھے رہیں گے تو اللہ تعالیٰ اس قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک کہ وہ خود اپنے آپ کو نہیں بدلتے۔ اس طریق پر ہمیں چلنا پڑے گا۔ کم از کم ہم مسلمان آپس میں اتحاد پیدا کر کے اپنے آپ کو تیار کریں۔ حدیث کے مطابق ہم مسلمانوں کے اندر ایک بیماری پیدا ہو جائے گی جس کو وہن کہا گیا ہے یعنی دنیا کی محبت اور موت سے کراہت۔ آج وہ ہمارے اندر ہے اور ہمارے حکمرانوں سے لے کر نیچے تک آئی ہوئی ہے اور اس کے حوالے سے کوئی بات میڈیا پہ بھی آپ نہیں کر سکتے۔ آپ کا الیکٹرانک میڈیا بالکل خاموش ہے۔ کوئی مسلمانوں کو اکٹھا کرنے، ان کو غیرت دلانے اور دشمن کے خلاف ابھارنے کے لحاظ سے کچھ بھی نہیں کر رہا۔ صرف جلسے جلوس کر دینے سے بات نہیں بنے گی، ٹھیک ہے یہ بھی کرنا چاہیے لیکن اس سے آگے بڑھ کر انفرادی اور اجتماعی سطح پر ہمیں عملی پیش رفت کرنا چاہیے۔ ہم اپنے آپ کو دین سے قریب کریں، اپنے اعمال کو درست کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حالات پر رحم فرمائے۔

## رفقاء متوجہ ہوں — ان شاءاللہ

''قرآن اکیڈمی یاسین آباد، کراچی (حلقہ کراچی شمالی کے تحت)'' میں

02 تا 08 دسمبر 2023ء (بروز ہفتہ نمازِ عصر تا بروز جمعۃ المبارک 12 بجے)

**مبتدی وملتزم تربیتی کورس** کا انعقاد ہو رہا ہے۔

نوٹ: ملتزم تربیتی کورس میں درج ذیل موضوعات پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔
گزارش ہے کہ دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں:۔

☆ اسلام کا انقلابی منشور ☆ جہاد فی سبیل اللہ

زیادہ سے زیادہ رفقاء متعلقہ کورس میں شریک ہوں۔

اور

08 تا 10 دسمبر 2023ء (بروز جمعۃ المبارک نمازِ عشاء تا بروز اتوار نمازِ عصر)

**امراء، نقباء ومعاونین تربیتی ومشاورتی اجتماع** کا انعقاد ہو رہا ہے۔

نوٹ: درج ذیل موضوعات پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔ ذمہ داران سے گزارش ہے کہ دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں۔

☆ اسلام کا انقلابی منشور (معاشی سطح پر) ☆ نجات کی راہ، سورۃ العصر کی روشنی میں

زیادہ سے زیادہ ذمہ داران پروگرام میں شریک ہوں۔ موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0335-0379314 / 021-36823201-02

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: (042)35473375-78

# خوف و رجا

مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت، تنظیم اسلامی

ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کو پیدا فرمایا۔ وہی اس کا خالق و مالک ہے اور وہی بالفعل اس کائنات کے نظام کو چلا رہا ہے اور یہ مقصدِ تخلیق عبث و بے کار نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بھی بے مقصد نہیں پیدا کیا۔ بلکہ اسے سماعت، بصارت اور دل و دماغ کی صلاحیت عطا فرمائی۔ اسے خیر اور شر میں تمیز کرنے کی صلاحیت عطا کی اور اپنے احکامات کا پابند بھی بنایا۔ اور اب وہ انسان کو آزمانا چاہتا ہے کہ وہ ان صلاحیتوں سے کام لے کر اس دنیا میں اس کا شکر گزار بندہ بن کر زندگی گزارتا ہے یا نافرمان اور ناشکرا بن کر۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے احکام کی تعمیل یا عدم تعمیل کی صورت میں آخرت میں بنی نوع انسان کے لیے جزا و سزا کا نظام قائم فرمایا اور جہنم اور جنت بھی اسی مقصد کے لیے پیدا فرمائے۔

انبیائے کرام علیہم السلام بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے تبشیر و انذار کا فریضہ ادا کرتے رہے ہیں، یعنی نیک کاموں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور جزا کی بشارت دینا اور برے کاموں پر اس کے عذاب اور برے انجام سے ڈرانا۔ تاکہ بندے کے دل میں اللہ تعالیٰ کے حضور جوابدہی کا خوف بھی ہو اور اس کی رحمت کی کامل امید بھی رکھتا ہو۔

حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک جوان کے پاس اس کے آخری وقت میں جب کہ وہ اس دنیا سے رخصت ہو رہا تھا، تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے اس سے دریافت فرمایا۔ ''اس وقت تم اپنے آپ کو کس حال میں پاتے ہو؟'' اس نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ ﷺ! میرا حال یہ ہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے رحمت کی امید بھی رکھتا ہوں اور اسی کے ساتھ مجھے اپنے گناہوں کی سزا اور عذاب کا ڈر بھی ہے۔'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''یقین کرو جس دل میں امید اور خوف کی یہ دونوں کیفیتیں ایسے عالم میں (یعنی وفات کے وقت میں) جمع ہوں تو اللہ تعالیٰ اس کو وہ ضرور عطا فرما دیں گے، جس کی اس کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید ہے اور اس عذاب سے اس کو ضرور محفوظ رکھیں گے جس کا اس کے دل میں خوف و ڈر ہے۔'' (جامع ترمذی)

یہی وجہ ہے کہ علماء کہتے ہیں کہ ایمان، خوف اور رجاء کی ملی جلی کیفیت کا نام ہے۔ اسی روح ایمان کی معراج حضرت عمر فاروق ؓ نے ان کلمات میں بیان فرمائی۔ ''اگر کل قیامت کے دن یہ اعلان کر دیا جائے کہ سوائے ایک آدمی کے کوئی اور جنت میں نہیں جائے گا تو مجھے اپنے بارے میں یہ گمان رہے گا کہ شاید وہ میں ہی ہوں اور اگر یہ منادی کر دی جائے کہ سوائے ایک آدمی کے دوزخ میں کوئی نہیں جائے گا تو مجھے یہی خوف رہے گا کہ کہیں وہ میں ہی تو نہیں ہوں۔'' (کیمیائے سعادت، ص،926)

**اس بات کا ثبوت درج ذیل روایات سے بھی ہوتا ہے:**

حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ کے صاحبزادے ابو بردہ ؓ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے عبد اللہ بن عمر ؓ نے کہا، کیا تمہیں معلوم ہے کہ میرے والد نے تمہارے والد سے کیا بات کہی تھی؟ میں نے کہا مجھے معلوم نہیں؟ انہوں نے کہا کہ میرے والد نے تمہارے والد سے کہا تھا کہ اے ابوموسیٰ! کیا تم اس پر خوش اور راضی ہو کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اور آپ ﷺ کے ہاتھ پر ہمارا اسلام لانا اور آپ ﷺ کے ساتھ ہمارا ہجرت کرنا اور جہاد کرنا اور ہمارے وہ سارے اعمال جو ہم نے آپ ﷺ کے ساتھ کئے، وہ تو ہمارے لیے ثابت اور محفوظ رہیں۔ (اور ان کا صلہ اور اجر ہم کو عطا فرمایا جائے) اور ہم نے جو اعمال آپ ﷺ کے بعد کئے ان سے ہم برابر سرابر پر چھوٹ جائیں۔ تمہارے والد نے کہا کہ نہیں۔ خدا کی قسم، میں تو یہ نہیں چاہتا۔ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے بعد جہاد کئے ہیں، نمازیں پڑھی ہیں۔ روزے رکھے ہیں۔ ان کے علاوہ بھی بہت سے اعمالِ خیر کئے ہیں، ہماری کوششوں سے ہمارے ہاتھوں پر بے شمار بندے مسلمان ہوئے ہیں اور ہم اللہ سے اپنے ان تمام اعمال کے اجر کی پوری پوری امید رکھتے ہیں۔ اس پر میرے والد (حضرت عمر ؓ) نے پھر فرمایا کہ قسم اس ذاتِ پاک کی جس کے قبضہ میں عمر ؓ کی جان ہے۔ میں تو دل سے یہ چاہتا ہوں کہ ہمارے وہ عمل (جو ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کئے وہ تو) ہمارے لیے ثابت رہیں اور ہم کو ان کا صلہ عطا کیا جائے اور جو عمل ہم نے آپ کے بعد کئے ان سے ہم برابر سرابر پر چھوٹ جائیں۔ ابو بردہ ؓ کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمر ؓ سے کہا کہ خدا قسم تمہارے والد (حضرت عمر) میرے والد (ابوموسیٰ اشعری) سے افضل تھے۔ (بخاری)

یہ تھی حضرت عمر ؓ کی امید اور خوف کی کیفیت۔

صحیح بخاری ہی میں حضرت عمر ؓ سے واقعہ شہادت کی ایک روایت میں ان کا یہ ارشاد بھی ذکر کیا گیا ہے۔ ''اللہ کی قسم! اگر میرے پاس زمین بھر سونا ہو تو اللہ کے عذاب کے دیکھنے سے پہلے اس سب کو فدیہ میں دے ڈالوں اور اپنی جان چھڑا لوں۔''

بندوں کو عذاب دینا تو اللہ کے تشریعی نظام کا تقاضا ہے۔ لیکن اس کی رضا یہ ہے کہ بندے اس کی اطاعت کر کے اجرِ عظیم کے حقدار بنیں اور اس کی جنت کی نعمتوں سے فیض یاب ہوں۔ سورۃ النساء آیت 147 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''اللہ تمہیں عذاب دے کر کیا کرے گا اگر تم شکر ادا کرو اور (خالص) ایمان لے آؤ اور اللہ تو بہت قدردان اور بہت جاننے والا ہے۔''

یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی بشری تقاضے کی وجہ سے سیدھے راستے سے بھٹک جائے تو اللہ تعالیٰ اسے ہمیشہ کے لیے راندۂ درگاہ نہیں فرماتا بلکہ اس کی واپسی کے لیے دروازہ کھلا رکھتا ہے۔ وہ اپنے بندے کو مایوس اور ناامید نہیں دیکھنا چاہتا، اسی لیے اس نے توبہ کا دروازہ کھلا رکھا ہے۔ ابوسعید ابوالخیر نے رحمت باری تعالیٰ کی پکار کو ایک رُباعی میں اس طرح بیان کیا ہے۔

باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ
گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ
ایں درگہ ما درگہ نومیدی نیست
صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

''اے میرے بندے! اگر تو راہِ راستی سے بھٹک گیا ہے تو جو کچھ بھی ہے اور جیسا بھی ہے، واپس پلٹ آ۔ اگر تو کافر، آتش پرست اور بت پرست ہے، تب بھی واپسی کا راستہ کھلا ہے۔ ہماری بارگاہ ناامیدی کی جگہ نہیں ہے اگر تو نے سو بار بھی پیمان وفا باندھ کر توڑ دیا ہے تب بھی پلٹ کر ہماری رحمت کی آغوش میں آ جا۔''

ریاض خیر آبادی کہتے ہیں۔

جام ہے توبہ شکن، تو بہ میری ہے جام شکن
سامنے ڈھیر ہیں ٹوٹے ہوئے پیمانوں کے

یعنی میرے سامنے ٹوٹے ہوئے جاموں کے پیمانوں اور ٹوٹے ہوئے پیمان وفاؤں کا ڈھیر لگا ہوا ہے۔

قرآن مجید کی متعدد آیات تخویف و انذار (خوف دلانا اور خبردار کرنا) پر مشتمل ہیں، جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت، قہر و جلال اور مجرمین پر اپنے عذاب اور غضب کا ذکر فرمایا ہے۔ ان آیات سے بندے کے دل میں خوف کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ دوسری طرف متعدد آیات وہ بھی ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت و

مغفرت اور عفو و درگزر کا ذکر فرمایا ہے۔ ان آیات سے بندے کے دل میں امید اور رَجا کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ عام حالات میں ان دونوں صفات کا اعتدال کی حد میں ہونا قابلِ تعریف وصف ہے۔ اتنا زیادہ خوف کہ بندہ مایوسی اور نا امیدی کی حد تک پہنچ جائے یا اتنا پرامید ہو جانا کہ خوف بالکل ہی ختم ہو جائے اور بندہ گناہ اور نافرمانی پر بے باک ہو جائے، یہ دونوں صفات معیوب ہیں۔

سورۃ یوسف آیت 87 میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:
''اللہ کی رحمت سے کافر لوگ ہی مایوس ہوتے ہیں۔''

سورۃ الزمر آیت 53 میں ارشاد ربّانی ہے:
'' (اے نبی ﷺ!) آپ کہیے: اے میرے وہ بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے! اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا۔ یقیناً اللہ سارے گناہ معاف فرما دے گا۔ یقیناً وہ بہت بخشنے والا نہایت رحم کرنے والا ہے۔''

سورۃ الاعراف آیت 156 میں فرمانِ الٰہی ہے:
''اور تو ہمارے لیے اس دُنیا (کی زندگی) میں بھی بھلائی لکھ دے اور آخرت میں بھی۔ (اللہ نے) فرمایا کہ میں عذاب میں مبتلا کروں گا جس کو چاہوں گا اور میری رحمت ہر شے پر چھائی ہوئی ہے۔ تو اسے میں لکھ دوں گا ان لوگوں کے لیے جو تقویٰ کی روش اختیار کریں گے زکوٰۃ دیتے رہیں گے اور جو لوگ ہماری آیات پر پختہ ایمان رکھیں گے۔''

سورۃ النساء آیت 116 میں ارشادِ الٰہی ہے:
''اللہ ہرگز نہیں بخشے گا اس بات کو کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور بخش دے گا اس کے سوا جس کے لیے چاہے گا۔''

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر نہایت مہربان اور بے حد شفیق ہے۔ اس کی رحمت اور عفو و کرم کی کوئی انتہا نہیں مگر اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ بندہ گناہوں اور نافرمانیوں پر دلیر ہو جائے اور جو اس کے جی میں آئے کرتا پھرے اور پھر کہے کہ ''پرواہ نہیں اللہ تعالیٰ غفور اور رحیم ہے۔''

یہ تو یہود کا طرزِ عمل تھا۔ جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ سورۃ الاعراف آیت 169 میں فرماتا ہے:
''پھر ان (یہودیوں) کے بعد اُن کی جگہ ایسے جانشین آئے جو کتاب (تورات) کے وارث بنے، مگر ان کا حال یہ ہے کہ اس ذلیل دنیا کا ساز و سامان (رشوت میں) لیتے اور کہتے کہ ہماری بخشش ہو جائے گی۔''

آج بھی جاہل صوفی اور واعظ ایسے ہی لوگوں کو شہ دیتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یا فلاں بزرگ تمہاری شفاعت کریں گے اور تمہیں بخشوا دیں گے ----- تم جیسے بھی ہو اور جو بھی ہو، ہو تو رسول اللہ ﷺ کی امت سے، تمہارا کام بس یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور ان بزرگوں سے محبت کا دم بھرتے رہو۔

درحقیقت ایمان خوف و رَجا کی ملی جلی کیفیت کا نام ہے۔ کوئی بندہ اگر شامتِ اعمال سے گناہ کر بیٹھے اور اپنے کیئے پر نادم ہو تو اسے یاس اور قنوطیت میں مبتلا نہیں ہونا چاہئے۔ اللہ کی رحمت سے نا امیدی گناہ کبیرہ ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے بنی آدم! جب تک تو مجھ سے دعائیں کرتا رہے گا اور مجھ سے اپنی امیدیں اور توقعات وابستہ رکھے گا، میں تجھے بخشتا رہوں گا، چاہے تیرے گناہ کسی بھی درجہ پہنچے ہوں اور میں کسی چیز کی پرواہ نہیں کرتا، اے بنی آدم! اگر تیرے گناہ آسمان کو چھونے لگیں، پھر تو مجھ سے مغفرت طلب کرنے لگے تو میں تجھے بخش دوں گا اور میں کسی چیز کی پرواہ نہیں کرتا، اے بنی آدم! اگر تو زمین برابر بھی گناہ کر بیٹھے اور پھر مجھ سے ملے، لیکن میرے ساتھ کسی طرح کا شرک نہ کیا ہو تو میں تیرے پاس اس کے برابر مغفرت لے کر آؤں گا (اور تجھے بخش دوں گا)۔'' (سنن ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ مخلوق کو پیدا فرما چکا تو اپنی کتاب (لوح محفوظ) میں جو اس کے پاس عرش کے اوپر ہے، لکھا: بے شک میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے۔'' (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کہتا ہے کہ میں (اپنے بندے کے گمان کے مطابق ہوتا ہوں۔ وہ میرے بارے میں اچھا گمان رکھے گا تو اس کے لیے اچھائی ہے۔ اور اگر وہ میرے بارے میں برا گمان رکھے تو اس کے لیے برائی ہے۔'' (مسند احمد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس دن اللہ تعالیٰ نے رحمت کو پیدا کیا تو سو رحمتیں پیدا کیں۔ ننانوے رحمتیں اس نے اپنے پاس رکھ لیں اور تمام مخلوق کے پاس ایک رحمت بھیجی۔ اگر کافر یہ جان لیتا کہ اللہ کے پاس کتنی رحمت ہے تو وہ جنت سے مایوس نہ ہوتا اور اگر مومن یہ جان لیتا کہ اس کے پاس کل کتنا عذاب ہے تو وہ دوزخ سے بے خوف نہ ہوتا۔'' (صحیح بخاری)

لیکن ایسا بھی نہیں ہونا چاہئے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی بخشش و مغفرت کی طرف تو نگاہ رکھے لیکن اپنے اعمال اور کردار کی درستگی کی طرف توجہ نہ دے اور اللہ تعالیٰ کے عذاب اور اس کی پکڑ سے بے خوف ہو جائے یہ کیفیت انسان کو گناہوں پر دلیر اور جری کر دیتی ہے اور وہ اپنے گناہوں کی طرف سے بے پرواہ ہو جاتا ہے۔ اسے اپنے گناہوں پر کبھی شرمندگی نہیں ہوتی۔ درحقیقت یہ کیفیت رجا اور امید نہیں ہے۔ بلکہ صریحاً حماقت اور نادانی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور مہربان ہے لیکن اس کی پکڑ اور گرفت بھی ایسی ہے کہ پھر اس سے کوئی چھٹکارا نہیں دلا سکتا ہے۔

چنانچہ سورۃ الحجر آیات 49، 50 میں ارشادِ الٰہی ہے:
''(اے نبی ﷺ!) میرے بندوں کو بتا دیجئے کہ میں یقیناً بہت بخشنے والا نہایت رحم کرنے والا ہوں۔ اور یہ کہ میرا عذاب بھی بہت دردناک عذاب ہے۔''

سورۃ المائدہ آیت 98 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
''جان لو کہ اللہ سزا دینے میں بہت سخت ہے اور یہ کہ اللہ غفور اور رحیم بھی ہے۔''

سورۃ الاعراف آیت 99 میں فرمان الٰہی ہے:
''کیا وہ امن میں (یا بے خوف) ہیں اللہ کی چال سے؟ اللہ کی چال سے کوئی اپنے آپ کو امن میں محسوس نہیں کرتا مگر وہی لوگ جو خسارہ پانے والے ہیں۔''

درج بالا آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو متنبہ فرمایا ہے کہ وہ صرف غفور اور رحیم ہی نہیں بلکہ شدید العقاب بھی ہے۔ یعنی سخت اور دردناک سزائیں دینے والا بھی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت اور مغفرت کے ذکر کے ساتھ ساتھ اپنے عذاب کا بھی ذکر فرمایا ہے کہ اس کے بندے گناہوں پر بے باک نہ ہو جائیں۔ پاک اور سچا مومن کبھی اللہ تعالیٰ کے عذاب اور اس کی پکڑ سے بے خوف اور مطمئن نہیں ہو سکتا۔ یہ تو منافقوں اور کفار کی علامت ہے کہ گناہوں اور بداعمالیوں کے باوجود بے فکر رہتے ہیں۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''مومن اپنے گناہوں کے بارے میں اس طرح پریشان ہوتا ہے کہ گویا وہ پہاڑ تلے دبا ہوا ہے اور اسے اپنے اوپر پہاڑ گرنے کا خوف ہے۔ جبکہ کافر و فاجر اپنے گناہ کو مکھی کی مانند ہلکا سمجھتا ہے کہ گویا مکھی اس کی ناک پر بیٹھی اور اس نے اپنے ہاتھ سے اسے اڑا دیا۔'' (بخاری)

نبی اکرم ﷺ نے یہ بھی فرمایا: ''وہ شخص احمق ہے جو نفسانی خواہشات کی اتباع کرے اور پھر رحمت خداوندی کی امید بھی رکھے۔''

انسان جب غفلت اور جہالت کے پردوں سے نکل کر اپنے گناہوں، خطاؤں، جرائم، عیوب، خباثتوں اور عبادت کی آڑ میں کی ہوئی ریاکاریوں سے آگاہ ہوتا ہے، اسے یہ بھی احساس ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے بے شمار نعمتوں سے نواز رہا ہے۔ اور وہ اس کا شکر گزار بندہ

بننے کے بجائے نافرمانی کرتا رہا ہے۔ پھر اسے یہ بھی احساس ہوتا ہے کہ اس کا کوئی بھی جرم اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ نہیں ہے۔ کیونکہ وہ ہر حال میں اسے دیکھتا رہاتا ہے۔ پھر اسے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بے حد غیرت مند، با اختیار بادشاہ ہے اور وہ انتقام لیے بغیر نہیں رہے گا۔ مزید یہ کہ اللہ کے غضب سے بچنے کے لے اس کے پاس کوئی وسیلہ، اور اس کا کوئی مددگار بھی ایسا نہیں جو اللہ کے مقابلے میں اس کی مدد کر سکتا ہو تو اب جب وہ اپنے آپ کو اس طرح کے خطرات میں گھرا ہوا پائے گا تو اس کے خوف کی کیا حالت ہوگی۔

اب ایک ایسے نیک شخص پر غور کریں جو اللہ تعالیٰ کے انعامات پر شکر گزار بھی ہے۔ اور یہ شخص اللہ تعالیٰ کی صفات سے بھی آگاہ ہے۔ اس کی عظمت و جلال کو بھی پہچانتا ہے، اسے اللہ تعالیٰ کی معرفت بھی حاصل ہے۔ یہ شخص بھی اللہ تعالیٰ کے خوف سے لرزاں و ترساں ہے۔ یہ شخص تو اللہ تعالیٰ کی یاد سے ایک لمحہ بھی غافل رہنے کو گناہ سمجھتا ہے اور خوفزدہ ہے کل میدان حشر میں جب اللہ تعالیٰ مجھ سے میری غفلت یا میرے اخلاص میں کمی کے بارے میں سوال کرے گا تو میں کیا جواب دوں گا۔

خوف کا ایک مقام انبیائے کرام علیہم السلام کا ہے۔ اپنی عصمت کا علم ہونے کے باوجود انبیائے کرامؑ پر بھی اللہ تعالیٰ کا خوف طاری رہا تھا۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”میں تم سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی ذات کی معرفت رکھتا ہوں لیکن اللہ کی قسم میں ہی سب سے زیادہ اس کی قدرت و جلالت کا خوف رکھتا ہوں۔“

آپ ﷺ نے اپنی وفات سے تین روز قبل فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص نہ مرے مگر اس حال میں کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اچھا گمان رکھتا ہو۔“ (صحیح مسلم)

پس انسان کو چاہئے کہ اپنی حدِ استطاعت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہوئے زندگی گزارتے ہوئے اللہ سے امید رکھے کہ وہ اس کو بخش دے گا۔ اور ساتھ ہی ڈرتا بھی رہے کہ کہیں مجھ سے کوئی ایسی کوتاہی یا گناہ نہ ہو جائے جس سے میرا اللہ مجھ سے ناراض ہو جائے۔ پھر ہمیں یہ بھی اپنا جائزہ لیتے رہنا چاہئے کہ ہمارے تمام اعمال خالصتاً اللہ تعالیٰ ہی کی رضا کے لیے ہیں کہ نہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں خوف اور رجا کی دونوں کیفیات عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین!

۞ ۞ ۞



# آگ ہے تکبیر تری

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

پوری دنیا بالخصوص مغربی ممالک میں فلسطین سے ناقابلِ یقین اظہارِ یکجہتی ہو رہا ہے۔ وائٹ ہاؤس کے قریب بہت بھاری مظاہرہ ہوا۔ (دسیوں ہزار افراد)، فلسطینی جھنڈے لہراتے، احتجاجی بینر اٹھائے نکلے: ’بائیڈن ہمیں دھوکا دے رہا ہے۔ ہمیں وہ لیڈر چاہیے جو اسرائیلی حکومت کا کٹھ پتلی نہ ہو‘ کی آوازیں اسرائیل کے عالمی پشت پناہ کے مرکز میں لگ رہی ہیں۔ بائیڈن کو انتخابات کے حوالے سے بھی یوں دھمکایا گیا۔ ’نومبر میں ہم یہ یاد رکھیں گے‘ ...... مظاہرے میں سڑک پر درجنوں سفید کفن میں لپٹے (بچوں کی اموات پر احتجاج) تھیلوں پر نام لکھ رکھے تھے اور فوری جنگ بندی کا مطالبہ تھا۔ امریکا کے کئی شہروں سمیت، برلن، پیرس، میلان، رومانیہ، جاپان، آسٹریلیا، لندن میں مظاہروں کا تواتر اور شدت دیکھنے میں آئی۔ پوری دنیا فلسطین کی آزادی اور جنگ بندی کے لیے نعرہ زن ہے۔ ملکی جھنڈے، نسلی تفرقے بھلا کر انسانیت کا ضمیر بھرپور زندگی کی علامت بن کر ابھرا ہے۔ فلسطینیوں کی بے بہا قربانیوں، صبر، مصابرت، رباط، ایثار، استقامت، عزیمت، غرض اُن کی عظمت بیان کرنے کے الفاظ کم ہیں۔ پوری دنیا یک زبان انہیں محبت بھری سلامی پیش کر رہی ہے۔ (اس تناظر میں پاکستان کے سطحی بیانات اور میلوں تماشوں میں عوام کو مشغول رکھنے کی شرمناک، اندوہناک پالیسی ملاحظہ ہو!)

یہ اللہ کی پلاننگ ہے جو ذرا توجہ سے دیکھے سمجھے جانے کے لائق ہے! دنیا پر حجت تمام کرنے، حق تک رسائی کے لیے اس گلوبل ویلیج نے کیا کچھ نہ دیکھا! ’دہشت گردی‘ کی گمراہ کن اصطلاح (جس کے معانی جہاد فی سبیل اللہ تھے) کے پردے میں دنیا سے اسلام کو مٹانے، اس کی بنیادی ساخت اور چہرہ سر تا پا بدل دینے کی جنگ میں کھربوں ڈالرز سے زیادہ بہائے گئے۔ رینڈ کارپوریشن کے مقالہ جات، کتب 2003ء سے تسلسل سے سب دنیا کے سامنے رکھ چکے ہیں۔ (امریکی معتبر ترین تھنک ٹینک) 2021ء میں وہ نتیجہ سامنے آیا جس کا 2001ء میں افغانستان پر ٹوٹ پڑنے والی عسکری ایٹمی طاقتوں نے کبھی دیوانے خوابوں میں بھی نہ سوچا تھا۔ بے وسیلہ، سادہ دیسی ہتھیاروں سے لیس ملک بھر میں بکھرے بظاہر غیر منظم طالبان یوں اچانک قوت پا کر پورے افغانستان پر سفید کلمے والا پرچم لہراتے چھا جائیں گے؟ دنیا دم بخود رہ گئی۔ اسی دوران 2019ء سے نومبر 2023ء تک دنیا بھر میں 6 کروڑ 97 لاکھ ستر ہزار اموات ہوئیں، ایک غیر مرئی حقیر وائرس کے ہاتھوں جس نے سائنسی عروج کی انتہا پر پہنچی طبی دنیا کو تگنی کا ناچ نچایا۔ وبا نے پوری دنیا کو حیران بیابان سنسان کر دیا، قبرستان بھر دیے۔ (غریب نسبتاً ہر جا محفوظ رہے!)

انسان کو قرنطینہ کی تنہائی میں اعتکافی کیفیت دے کر ملک الموت کی سر پر لٹکتی تلوار دکھا کر اپنے اندر جھانکنے، وعدۂ الست یاد کرنے کے تقریباً 3 سال دیے۔ اس کے علاوہ عالمی موسمیاتی بحران میں پوری دنیا، بالخصوص امریکا کینیڈا نے جنگل کی آگ، خوفناک طوفانوں کے تھپیڑے جا بجا کھائے، اور اب ناقابلِ تصور، عسکری عدم توازن کی انتہا پر ایک جنگ چھڑ گئی۔ 75 سال یک طرفہ ظلم کا ہر ذائقہ سہتا، بھوک، پیاس، قید و بند، مکمل ناکہ بندی، بنیادی ضروریاتِ زندگی سے محروم مقبوضہ فلسطین! اپنی سرزمین سے اکھاڑ کر منتشر کر دیے جانے والے فلسطینیوں کی آبادی سے گھروں میں یوریا سے تیار کردہ راکٹ اسرائیل پر جا گرے۔ دنیا کی عظیم عسکری قوت کی بوکھلاہٹ، خوف و ہراس، غم و غصہ اور دیوانگی نے اس کی طاقت کا پول کھول دیا۔ سونڈ پر داغ لگا اور مہینہ بھر سے اتنی چھوٹی سی جگہ غزہ پر بمباریاں۔ یکم نومبر تک ہیروشیما سے 1.5 گنا زیادہ 18 ہزار ٹن بم! ہسپتالوں، اسکولوں، ایمبولینسوں، رہائشی علاقوں میں رہتے بار بار بے دخل کیے جاتے فلسطینیوں کو نشانہ بنایا، حتیٰ کہ مساجد اور قبرستان پر بھی بم گرائے! وحشی درندہ دنیا کے چوراہے میں پاگل ہوا پھر رہا ہے۔ کوئی قابو نہیں کر رہا! متقابل دو کردار ہیں جسے دنیا سر کی آنکھوں سے دن رات دیکھ رہی ہے۔ ایسی بمباریوں کا شکار آبادی جس کے غموں دکھوں اذیتوں کا احاطہ ناممکن ہے۔

تاریخ کا ایک بھیانک ترین منظر اربوں انسان دیکھ رہے ہیں، مگر یہ آبادی اپنی عزیمت، باہمی محبت اخوت، ایثار صبر و انضباط میں اتنی بے مثل کہ کل تک فلسطین کا نام لینا ممنوع اور جرمِ عظیم تھا، آج پورے گلوب پر اُن کا جھنڈا بلند اور اسرائیل کی مذمت، اس کی درندگی، وحشت اور اسفل ترین کردار کے خلاف پوری دنیا بلاتفریق نعرہ زن ہے۔ سویڈن جہاں کل تک قرآن جلائے جا رہے تھے، آج وہاں اسرائیلی جھنڈے جلائے جا رہے ہیں۔ ہنڈارس تک نے اپنے سفیر کو واپس بلالیا۔ اسرائیل میں یہودی ربی، یہودیوں کو برطانیہ سے نکل آنے کو کہہ رہا ہے کہ ہمارا سنہری دور اب وہاں ختم ہوگیا۔ دنیا بھر میں اسرائیل کی نفرت عروج پر ہے۔ ادھر اسرائیلیوں پر چند پٹاخوں (راکٹوں) کی ہیبت اتنی ہے کہ اسرائیل اب رہنے کے قابل جگہ نہیں رہی! اسرائیلی کمانڈر نے کہا کہ اگر ہم نے حماس کو شکست نہ دی تو ہم یہاں رہ نہ سکیں گے۔ مگر حماس کا اتنا خوف؟ عقل وفہم سے باہر ہے۔ اتنی بھاری بھرکم فوج جس پر امریکا ڈالر، ہتھیار ہمہ نوع مدد نچھاور کر رہا ہے۔ دوسری طرف حماس کا نام لے لے کر پورے غزہ سے زندگی کی ہر رمق تم نے چھین ڈالنے کی ساری قوت جھونک ڈالی۔ نفسیات کے ڈاکٹر اسرائیلیوں کو سنبھالنے سے قاصر ہیں، کیونکہ وہ تو خود نفسیاتی مریض بنے ہیں۔ سبھی اسرائیل سے 'حماس' کے خوف سے نکل بھاگنا چاہتے ہیں۔

ہم نہتے اہلِ غزہ کے ثبات اور بےخوفی، بےجگری کو خوب جانتے اور وجوہات سے واقف ہیں۔ فولاد میں ڈوبے یہود پر مایوسی، اضطراب، گھبراہٹ کے پڑتے دورے ہم نے تاریخ میں دیکھے ہیں۔ ہم نے عسکری عدم توازن پر مبنی مدینہ کے بوریا نشین حکمرانؐ اور فاقہ کشوں کی 67 جنگیں گویا بچشمِ سر، (دل کی آنکھوں سے) دیکھ رکھی ہیں۔ 'جب (اے نبیؐ) آپ کا رب فرشتوں کی طرف وحی کر رہا تھا کہ بے شک میں تمہارے ساتھ ہوں، چنانچہ تم ان کو ثابت قدم رکھو جو ایمان لائے ہیں، میں جلد ہی ان لوگوں کے دلوں میں رعب ڈال دوں گا جنہوں نے کفر کیا' (الانفال: 12) یہ بدر میں نصرت بالرعب تھی کفار کے مقابل۔ یہود کے مقابل غزوۂ بنونظیر میں کیا ہوا؟ 'وہ یہ سمجھے بیٹھے تھے کہ ان کی (مضبوط، محفوظ) گڑھیاں انہیں اللہ سے بچالیں گی۔ مگر اللہ ایسے رخ سے ان پر آیا جدھر ان کا خیال بھی نہ گیا تھا۔ اس نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ خود اپنے ہاتھوں سے بھی اپنے گھروں کو برباد کر رہے تھے اور مومنوں کے ہاتھوں سے برباد کروا رہے تھے۔ پس عبرت حاصل کرو، اے دیدۂ بینا رکھنے والو!' (الحشر: 4) اور پھر ابی بن خلف زرہ اور خود میں محفوظ جسے نبی ﷺ نے نیزے سے گردن میں کچوکا دیا۔ ہلکی سی خراش لے کر بلبلاتا ہوا پلٹا یہ بڑا سردار! قریش نے کہا: تو دل چھوڑ بیٹھا ہے تجھے کوئی خاص چوٹ نہیں لگی۔ (چند راکٹ لگے ہیں اسرائیل کو!) کہنے لگا: 'خدا کی قسم محمد ﷺ نے قتل کر دیا۔ اگر وہ مجھ پر تھوک بھی دیتا تو بھی میں مرجاتا' اور یہ اللہ رسول کا دشمن واپسی پر راستے ہی میں مرگیا!

75 سالہ تاریخ میں یہ حماس نے اسرائیل پر تھوکا ہی ہے اور وہ خوف سے تھرا اٹھے ہیں! پوری دنیا اسرائیل کی مزاحمت اور فلسطین کی آزادی، قابض یہودیوں سے نجات کے لیے اٹھ کھڑی ہوئی ہے۔ نیتن یاہو، امریکا، یورپی حکمرانوں کی اس حال میں بھی تائید پاکر برق رفتاری سے غزہ تباہ کر رہا ہے۔ یہود کا سب سے بڑا ہتھیار میڈیا تھا جس نے کئی دہائیوں سے دنیا کے دل دماغ یرغمال بنا رکھے تھے۔ آج پلٹ کر اس کے سینے میں میڈیا پر چلنے والے سارے تیر اتار رہا ہے۔ میڈیا اسرائیل کے ہاتھوں سے نکل گیا، عالمی رائے عامہ بدل گئی، ٹویٹ، ٹک ٹاک کے سارے مناظر اس کے لیے جگر پاش ہیں اور فلسطینیوں پر عقیدت، محبت کے پھول نچھاور کر رہے ہیں۔ حماس، فلسطین کی مضبوط آواز کا دہشت گرد ہونا، اب چلا ہوا کارتوس ہے، بے اثر! اگر نیویارک ٹائمز (27 اکتوبر) میں ڈینس راس کا مضمون، (سابق امریکی سفارت کار، اور بش، کلنٹن کے ساتھ اسرائیل فلسطین مابین نام نہاد امن، کا اہم کردار تھا، دیکھے جانے کے لائق ہے۔ اس میں یہ اسرائیل نواز سفارت کار گزشتہ ہفتوں میں عرب ممالک کے لیڈران سے گفتگو کے حوالے سے کہتا ہے کہ سب نے کہا کہ حماس کا تباہ کیا جانا ضروری ہے۔ اگر حماس فتح یاب ہوگئی تو اس کی پالیسی قوت پاجائے گی۔ اگرچہ عوام کے سامنے فلسطینیوں کی اموات اور شدید حالات کی بنا پر فلسطینیوں کا بظاہر دفاع کرنا ان کی مجبوری ہے۔ اس کا کہنا تھا کہ یہ بات چیت رازدارانہ تھی۔ (مگر گورے آقا غلاموں کے راز فاش کرنے کا حق رکھتے ہیں!) ڈینس راس کا پلان، حماس لیڈروں کا صفایا، ان کی عسکری بنیاد (گھریلو راکٹ، غلیلوں کے پتھر یا سینے میں گڑا عقیدہ؟) کا مکمل خاتمہ اور غزہ کو اسلحہ سے مکمل پاک کرنا ہے! ڈینس بھی جنگ بندی کا مخالف ہے! اگرچہ داغستان میں اسرائیلی جہاز کا گھیراؤ کرنے والے 'حماس' سے نہ تھے۔ احمقوں کی جنت میں رہ رہے ہیں فلسطینیوں کا ہولوکاسٹ کرنے والے۔ دنیا یکسر بدل گئی ہے فلسطینی محبوب، اسرائیلی مغضوب ہوگئے!


﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (الاحزاب: 21)

تنظیمِ اسلامی کا سالانہ کُل پاکستان اجتماع

17 18 19 نومبر 2023ء

(بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار) آغازِ اجتماع: نمازِ عصر (3:45)

بمقام مرکزی اجتماع گاہ، بہاولپور

منعقد ہو رہا ہے (ان شاء اللہ العزیز)

عن معاذ ابن جبلٍ رضي الله عنه قال سمعتُ رسولَ اللهِ ﷺ يقول: قال الله تعالىٰ:

((وَجَبَتْ مَحَبَّتِيْ لِلْمُتَحَابِّيْنَ فِيَّ وَالْمُتَجَالِسِيْنَ فِيَّ وَالْمُتَزَاوِرِيْنَ فِيَّ وَالْمُتَبَاذِلِيْنَ فِيَّ))

[رواہ مالک واحمد والطبرانی والحاکم]

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں:

''میری محبت لازم ہوگئی اُن کے لیے جو میری خاطر ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں اور مل کر بیٹھتے ہیں اور ایک دوسرے کی زیارت کو جاتے ہیں اور ایک دوسرے پر مال خرچ کرتے ہیں۔''

لہٰذا رضائے الٰہی کے حصول کے لیے بیعت سمع وطاعت کے مسنون معاہدہ میں منسلک رفقاء کو شرکت کی بھرپور دعوت ہے۔

تفصیلات کے لیے اپنے مقامی نظم سے رجوع کیجیے!

المعلن: ناظمِ اعلیٰ، تنظیمِ اسلامی فون: 78-35473375(042)

# حقیقت فتنۂ دجال

## جدید تحقیق......قسط (4)

محمد رفیق چودھری

جہاں احادیث میں دجال کی علامات واضح طور پر بیان ہوئی ہیں وہاں قرآن بھی سارے کے سارا دجالی تصورات اور عقائد کی جڑ سے بیخ کنی کرتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مشہور روایت ہے کہ اللہ کے آخری رسول ﷺ نے فرمایا: عنقریب ایک بہت بڑا فتنہ رونما ہوگا۔ میں نے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ! اس سے نکلنے کا راستہ کونسا ہوگا۔ فرمایا: 'کتاب اللہ۔'' آج اکیسویں صدی میں بالکل ایسا لگتا ہے جیسا کہ یہ قرآن نازل ہی فتنہ دجال کے خلاف کیا گیا ہے۔ فتنہ دجال کے ہر فتنے کا توڑ اس میں موجود ہے۔ اسی لیے تو اس کو الفرقان بھی کہا گیا ہے۔

احادیث میں دجال کی جو علامات بیان ہوئی ہیں ان کی تفصیل بعد میں آئے گی۔ یہاں آپ دیکھیے کہ قرآن معجزہ اور جادو میں فرق کس طرح واضح کرتا ہے۔ سورۃ الاعراف میں ہم پڑھتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ کے حکم سے فرعون کے پاس گئے اور اسے دعوت حق پیش کی:

''اور موسیٰ ؑ نے کہا: اے فرعون! میں رسول ہوں تمام جہانوں کے رب کی طرف سے۔ میں اس پر قائم ہوں کہ حق کے سوا کوئی بات اللہ سے منسوب نہ کروں۔ میں لے کر آیا ہوں تمہارے رب کی طرف سے ایک کھلی نشانی' تو بنی اسرائیل کو میرے ساتھ بھیج دو۔ اُس (فرعون) نے کہا: اچھا اگر تم (واقعی) کوئی نشانی لے کر آئے ہو تو اسے پیش کرو' اگر تم (اپنے دعوے میں) سچے ہو۔ تو (موسیٰ ؑ نے) اپنا عصا پھینکا' تو اسی وقت وہ ایک حقیقی اژدھا بن گیا اور اپنا ہاتھ (گریبان سے) نکالا تو اچانک وہ تھا دیکھنے والوں کے لیے سفید (چمکدار)۔ فرعون کی قوم کے سرداروں نے کہا کہ یہ تو واقعتاً کوئی بہت ماہر جادوگر ہے۔'' (الاعراف: 104 تا 109)

فرعون اور اس کے درباری معجزہ اور جادو میں فرق نہیں سمجھ سکے اور انہوں نے ملک بھر سے ماہر جادوگروں کو بلا کر موسیٰ علیہ السلام کے دعویٰ کو غلط ثابت کرنا چاہا۔ چنانچہ ایک بار پھر دربار سجا اور فرعون کے جادوگروں نے لاٹھیاں اور رسیاں دربار میں پھینکیں تو وہ بھی بظاہر سانپ بن گئیں جبکہ حقیقت میں اب کی بار ایک جادو تھا:

''تو جب انہوں نے (اپنی لاٹھیوں کو) ڈالا تو لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا' اور انہوں نے اُن (حاضرین) پر دہشت طاری کر دی اور ظاہر کر دیا بہت بڑا جادو۔'' (الاعراف: 116)

گویا اپنے طور پر انہوں نے ثابت کرنے کی کوشش کی کہ موسیٰ علیہ السلام جس کو معجزہ کہتے ہیں وہ ایک جادو ہے۔ لیکن جہاں انسان کی تدبیر ختم ہوتی ہے وہاں سے اللہ تعالیٰ کی تدبیر شروع ہوتی ہے۔ فرمایا:

''اور ہم نے وحی کی موسیٰ کو کہ ڈالو اپنا عصا' تو دفعتہً وہ (اژدھا بن کر) نگلنے لگا ان سب کو جو وہ گھڑ لائے تھے۔ پس حق ظاہر ہو گیا اور جو کچھ وہ کر رہے تھے وہ باطل ہو کر رہ گیا۔ تو یہ (جادوگر) اُسی وقت مغلوب ہو گئے اور وہ (فرعون اور اس کے سردار) ذلیل ہو کر رہ گئے اور جادوگر سجدے میں گرا دیے گئے۔ وہ (فوراً) پکار اٹھے کہ ہم ایمان لے آئے تمام جہانوں کے رب پر۔ موسیٰ اور ہارون کے رب پر۔'' (الاعراف: 117 تا 122)

فرعون کے جادوگر چونکہ جادو کی حدود اور حقیقت سے واقف تھے اس لیے انہیں فوراً معلوم ہو گیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کا اژدھا بن جانا جادو نہیں تھا بلکہ یہ خالصتاً اللہ کی قدرت کا معاملہ تھا اس لیے وہ فوراً ایمان لے آئے اور اس کے فوراً بعد اللہ نے انہیں سجدے کی توفیق دی تا کہ فرعون اور اس کی قوم پر حجت قائم ہو جائے۔ معلوم ہوا کہ معجزہ اور جادو میں بڑا واضح فرق ہے لیکن عام آدمی کے لیے اس فرق کو سمجھنا آسان نہیں ہے اس لیے دجالی قوتیں، ان کی فورسز اور جماعتیں انسانوں کی اس کمزوری سے فائدہ اٹھا کر انہیں دجالی نظام کے چنگل میں آسانی سے پھنسا لیتی ہیں۔ عام انسان کے لیے اس فتنہ سے بچنا آسان نہیں ہے جب تک کہ وہ علوم وحی سے رہنمائی اور ہدایت حاصل نہ کرے۔ یہی وجہ ہے کہ دجالی فورسز ہر ممکن کوشش کر رہی ہیں کہ لوگوں کو علوم وحی سے دور کر دیا جائے۔ کیونکہ علوم وحی (اللہ کی کتابیں اور رسولوں کی تعلیمات) ہی وہ واحد ذریعہ ہیں جو معجزہ اور جادو میں فرق واضح کر سکتے ہیں۔ خصوصاً قرآن مجید الفرقان ہے کیونکہ یہ حق اور باطل کے درمیان فرق واضح کرتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا:

''تو جب انہوں نے (اپنی لاٹھیوں کو) ڈالا تو لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا' اور انہوں نے اُن (حاضرین) پر دہشت طاری کر دی اور ظاہر کر دیا بہت بڑا جادو۔'' (الاعراف: 116)

اور جادو کیا ہے اس کی وضاحت بھی ہمیں قرآن و حدیث سے مل جاتی ہے:

''اور سلیمانؑ نے کبھی کفر نہیں کیا' بلکہ یہ تو شیاطین تھے جو کفر کرتے تھے' وہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے۔'' (البقرہ: 102)

اسی طرح احادیث میں بھی جادو کے کفر اور شرک ہونے کو واضح طور پر بیان کیا گیا ہے اور یہ بھی کہ یہ شیطان کا پھیلایا ہوا علم ہے اور شیاطین ہی اس کی پشت پناہی کرتے ہیں (آگے مکمل تفصیل آئے گی)۔ لیکن جب اللہ کی کتابوں اور اللہ کے پیغمبروں کی تعلیمات کو پس پشت ڈال دیا جائے گا جیسا کہ رفتہ رفتہ نصاب سے بھی قرآنی تعلیمات کو نکالا جا رہا ہے...... اور ...... اللہ کے دین کے مقابلے میں ایک ایسا دین گھڑ لیا جائے گا جو اللہ اور اس کے رسولوں کی تعلیمات سے انکار اور مخالفت پر مبنی ہوگا اور جس کی پشت پناہی شیاطین کرتے ہیں تو یہ کیوں بتایا جائے گا کہ معجزہ اور جادو الگ الگ ہیں؟ ...... بلکہ اس دجالی دین میں تو یہی باور کرایا جائے گا کہ معجزہ اور جادو ایک ہی اصل کی چیز ہیں اور اس کے لیے ان دونوں کو کوئی Common نام دیا جائے گا۔ چنانچہ آپ دیکھیں گے کہ لشکر ابلیس آج کی دنیا میں جس دین کو عالمی دین کے طور پر پھیلا رہا ہے اس میں معجزہ اور جادو کی تعریف کے لیے ایک ہی اصطلاح استعمال کی جا رہی ہے۔ آپ دنیا کا کوئی بھی ایسا ٹی وی پروگرام، فلم، ڈراما، کارٹون دیکھ لیں یا کوئی بھی ایسا ناول پڑھ لیں جس میں جادو، جادوگروں یا نام نہاد روحوں (شیاطین) کا کردار شامل ہو وہاں ان کے لیے سپر نیچرل کی اصطلاح ہی استعمال ہو رہی ہوگی۔ یہ سب ذہن سازی اس لیے ہے تا کہ رفتہ رفتہ یہ تصور لوگوں کے ذہنوں میں بیٹھ جائے کہ معجزہ اور جادو دونوں Realm of Supernatural کے مظاہر ہیں اور اس طرح بالآخر لوگ دجالوں کے جادو کو بھی معجزہ سمجھ کر فتنہ دجال کا شکار ہو جائیں۔ یعنی تہہ در تہہ دجل کے اندر کس قدر مکر و فریب اور ابلیسیت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ آیئے اس بڑے دجل کی کچھ مزید تہوں کو کھول کر دیکھتے ہیں۔ (جاری ہے)

(جاری ہے)

### اعلان

قارئین نوٹ فرمالیں کہ تنظیم اسلامی کے سالانہ اجتماع میں مصروفیت کے باعث ندائے خلافت کے آئندہ شمارہ کا ناغہ ہوگا۔ (ادارہ)

taken as a kind of magic formula just to be repeated, as if results will come out of thin air. *Dua'a* is not wishful thinking.

Now, turning the initial argument in this article, in *Surat al-Buruj* (85) of the *Holy Qur'an*, we find a glaringly painful reminder that calls us to the truth of what we see unfolding today in *Palestine*. And if not before our very eyes, then in the small screens that have become windows to this temporary world these days. This is to be understood, and with plenty of evidence, by those who have eyes to see.

And as you read these words, ponder on the situation in *Palestine*, its witnessing and what is witnessed, and the morbid spectacle of it all; entertaining to some, nightmarish to others. And all the while, most of the so-called *Islamic* governments sit on the side, pretending to care, for fear that their people turn on them, for they are terrified that their time is short, for indeed it is.

All the words the blessed *Prophet* spoke, must and will come to pass, and no one can frustrate their fulfillment, because they were not his words.

> *"Indeed, those who persecute the faithful men and the faithful women, and then repent not; theirs will be the punishment of hell, and theirs will be the punishment of burning." (85:6)*

*Zionists* have taken off their gloves, and pulled down their mask, and no longer care to be perceived as victims of a supposedly unjust persecution that they now ironically themselves perpetrate, all the while accusing others of what they themselves do, thus revealing their tyrannical and, frankly, satanic nature.

> *"Indeed, your Lord's punishment is violent!" (85:12)*

Be it the pit of fire unto which the faithful of the past were thrown, or the pit of fire that *Gaza* has been turned into, on both occasions people sat and watched, some relishing in it and others in painful helplessness. What a tragic resemblance of today's situation is revealed to us in the *Truthful Qur'an*.

May all the tears of the mothers, the desperate cries of the children, and the helpless anguish of the fathers, weigh heavy on the scales of justice on *That Day*. And may all the martyrs find themselves in the inconceivable heights of *Allah*'s pleasure. May *Allah*, The Most Beautiful, bless with eternal peace and bliss, our beloved *Prophet Muhammad*, his purified family and righteous companions, and forgive us, for He is The Oft-Forgiving.

> *"And He is The All Forgiving, The Loving One. Lord of the Majestic Throne. Doer of whatever He wills." (85:14-16)*

And may the tyrant rejecters among humans and *jinn*, burn in the pit of fire that speaks and is forever.

> *"Indeed, whosoever denies (The Qur'an and the Prophet Muhammad) from the People of the Book and the Polytheists, will abide in the fire of hell forever. They are the worst of creatures." (98:6)*
>
> *"On That Day when We (Allah) will say unto hell: 'Are you filled?' It will say: 'Is there any more?'" (50:30)*

**دعائے مغفرت** إنا لله وإنا إليه راجعون

☆ حلقہ پنجاب پوٹھوہار، اُسرہ جاتلی کے مبتدی رفیق راجہ غلام مصطفیٰ وفات پا گئے۔
برائے تعزیت:0347-7619922

☆ حلقہ ملاکنڈ، بٹ خیلہ کے ناظم مالیات عارف خان کے بڑے بھائی وفات پا گئے۔
برائے تعزیت:0343-6305650

☆ حلقہ کراچی وسطی کے ناظم رابطہ محترم شاہد حفیظ چودھری کے ہم زلف وفات پا گئے۔
برائے تعزیت:0321-9246196

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔
قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ وَاَدْخِلْهُمْ
فِيْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْهُمْ حِسَابًا يَسِيْرًا

# The Pit of Fire

Yusuf Ibn Adam

*"By the skies replete with galaxies, and by The Promised Day, and by the witness and what is witnessed." (85:1-3)*

Infinite are the layers that unfold from the words of the Lord of all that exists, but there are *at least* three that I call the attention of the reader to: the past historical layer, the layer of the circumstances of the revelation, and a third; the understanding that may be inferred by the example that is mentioned.

When *Allah*, The Most Glorious, addressed the faithful during the days of the revelation, or mentioned the words that were to form their speech, His words remain and apply to the faithful of all ages; and when He, The Ever Living One, addressed the deniers of the revelation, or mentioned their rejecting speech, such are to be recognized as the words deniers predictably would use for all time to come.

When *Allah*, The Most High, speaks to *Pharaoh* in his last drowning moments, He, All Praise is His, informs the tyrant that his body will be preserved and resurface in a later time, to serve as a sign of the ultimate destiny of tyrants, to a people that would arrogantly challenge Him, The All Powerful, in the same manner as he, the *Pharaoh*, did so by foolishly saying;

*"I am your lord most high!" (79:24)*

*"Today We (Allah) will preserve your body so that you may be a sign for those after you. But most of mankind are negligent of Our signs." (10:92)*

Thus, the Holy Recital, if understood with deeper insight, tells of occurrences that happened in the past, but are not limited to the past; and of words that were spoken in the past, but are not limited to the past; and of destinies that came to those already gone, but are a warning about the destiny that awaits those who are to come, and that perhaps are here now.

*"Have you heard the stories of the armies of the Pharaoh and of Thamud? Rather, those who disbelieve live in denial. Allah surrounds them on all sides." (85:17-20)*

Helplessly witnessing the plight of the faithful Muslim martyrs of the *Holy Land*, I am certain of their blessed state with *Allah*, The Avenger, while overwhelmed by painfully righteous anger, caused in part, by also witnessing the apathy, the neglect and the cowardice of the lovers of the illusions of this world, who have power, means and responsibility, but don't do what is right. Rather, live for wishing one more day to chase another dollar.

*"O You who have faith, do not take the Jews and the Christians as your friends and allies. They are friends of one another (which, by the way, is a recent historical phenomenon between them). And whoever from you takes them as friends, then certainly he is from them. Indeed, Allah does not guide the wrongdoers." (5:51)*

To invoke *Allah*'s help is to be done once the right actions have been taken. Otherwise, the blessed *Prophet* would have said to trust in *Allah* and then tie your camel, but no, he (May *Allah*'s peace and blessings be upon him) said to *"... tie your camel and trust in Allah"*, and order matters. *Dua'a* without right action is as good as superstition, and in the same way that *Allah* revealed a complete system of life which was turned into a mere set of culturally bound religious rituals, so also invocations have been

Vol: 32 Regd. No. C.P.L NO.114 No.44

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore

ACEFYL SUGAR FREE COUGH SYRUP

Acefylline piperazine 45mg + Diphenhydramine HCl 8mg

پاکستان کا مقبول ترین

کھانسی کا شربت

شوگر فری

میں بھی دستیاب ہے

ہر قسم کی کھانسی میں

یکساں مفید

PHARMA